بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیت نمبر (59 تا 64)

ترجمہ

وَلَا يَحْسَبَنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	سَبَقُوْا ط	اِنَّهُمْ	لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾
اور ہرگز گمان نہ کریں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	(کہ) وہ لوگ بھاگ نکلے	یقیناً وہ لوگ	عاجز نہیں کریں گے (ہم کو)

وَاَعِدُّوْا	لَهُمْ	مَّا	اسْتَطَعْتُمْ	مِّنْ قُوَّةٍ	وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ	تُرْهِبُوْنَ	بِهٖ
اور تم لوگ تیار کرو	انکے لئے	اسکو جو	تمہارے بس میں ہے	قوت میں سے	اور گھوڑوں کے تیار کرنے سے	تم لوگ دھاک بٹھاؤ گے	اس سے

عَدُوَّ اللّٰهِ	وَعَدُوَّكُمْ	وَاٰخَرِيْنَ	مِنْ دُوْنِهِمْ ج	لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ج	اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ط	وَمَا	تُنْفِقُوْا
اللہ کے دشمنوں پر	اور اپنے دشمنوں پر	اور دوسروں پر	ان کے علاوہ	تم لوگ نہیں جانتے ان کو	اللہ جانتا ہے ان کو	اور جو	تم لوگ خرچ کرو گے

مِنْ شَيْءٍ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	يُوَفَّ	اِلَيْكُمْ	وَاَنْتُمْ	لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾	وَاِنْ	جَنَحُوْا
کوئی چیز	اللہ کی راہ میں	تو اس کو پورا پورا لوٹایا جائے گا	تمہاری طرف	اور تم پر	ظلم نہیں کیا جائے گا	اور اگر	وہ لوگ مائل ہوں

لِلسَّلْمِ	فَاجْنَحْ	لَهَا	وَتَوَكَّلْ	عَلَى اللّٰهِ ط	اِنَّهٗ	هُوَ السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾	وَاِنْ
صلح کے لئے	تو آپ بھی مائل ہوں	اس کے لئے	اور آپ بھروسہ رکھیں	اللہ پر	بیشک وہ	ہی سننے والا ہے	جاننے والا ہے	اور اگر

يُّرِيْدُوْا	اَنْ	يَّخْدَعُوْكَ	فَاِنَّ	حَسْبَكَ	اللّٰهُ ط	هُوَ	الَّذِيْٓ	اَيَّدَكَ
وہ لوگ ارادہ کریں	کہ	وہ دھوکہ دیں آپؐ کو	تو بیشک	کافی ہے آپ کو	اللہ	وہ،	وہ ہے جس نے	تقویت دی آپ کو

بِنَصْرِهٖ	وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾	وَاَلَّفَ	بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ط	لَوْ	اَنْفَقْتَ	مَا	فِي الْاَرْضِ
اپنی مدد کے ذریعہ سے	اور مومنوں کے ذریعہ سے	اور اس نے محبت پیدا کی	ان کے دلوں کے مابین	اگر	آپ خرچ کرتے	اس کو جو	زمین میں ہے

جَمِيْعًا	مَّآ اَلَّفْتَ	بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	اَلَّفَ	بَيْنَهُمْ ط	اِنَّهٗ	عَزِيْزٌ
سب کا سب	تو آپ محبت پیدا نہ کرسکتے	ان کے دلوں کے مابین	اور لیکن	اللہ نے	محبت پیدا کی	ان کے مابین	بیشک وہ	بالادست ہے

حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾	يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ	حَسْبُكَ	اللّٰهُ	وَمَنِ	اتَّبَعَكَ	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع
حکمت والا ہے	اے نبیؐ	کافی ہے آپ کو	اللہ	اور ان کو جو	ہم قدم رہے آپ کے	مومنوں میں سے

نوٹ: 1 عرب کا عام دستور یہ تھا کہ جب کوئی جنگی مہم پیش آتی تو رضا کار سپاہی، سامان اسے میسر ہوتا، اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوتا۔ آیت نمبر۔ 60 میں ہدایت کی گئی ہے کہ سامان جنگ اور ایک مستقل فوج (Standing Army) ہر وقت تیار رہنی چاہیے تا کہ بوقت ضرورت فوری جنگی کارروائی کی جا سکے۔

آیت نمبر (65 تا 69)

ث خ ن

(ک) ثَخَانَۃً گاڑھا ہونا۔

(افعال) اِثْخَانًا گاڑھا کرنا۔ پھر استعارۃً خوب خونریزی کرنے کے لیے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 67۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ	حَرِّضِ	الْمُؤْمِنِيْنَ	عَلَى الْقِتَالِ ؕ	اِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ
اے نبیؐ	آپؐ اکسائیں	مومنوں کو	جنگ پر	اگر	ہوں گے	تم میں سے	ثابت قدم رہنے والے بیس

يَّغْلِبُوْا	مِائَتَيْنِ ۚ	وَاِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	مِّائَةٌ	يَّغْلِبُوْٓا	اَلْفًا
تو وہ غالب ہوں گے	دو سو پر	اور اگر	ہوں گے	تم میں سے	(ثابت قدم رہنے والے) ایک سو	تو وہ غالب ہوں گے	ایک ہزار پر

مِّنَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِاَنَّهُمْ	قَوْمٌ	لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾	اَلْئٰنَ	خَفَّفَ	اللّٰهُ	عَنْكُمْ
ان میں سے جنہوں نے	کفر کیا	اس سبب سے کہ وہ لوگ	ایک ایسی قوم ہیں جو	سوجھ بوجھ نہیں رکھتے	اب	ہلکا کیا (بوجھ)	اللہ نے	تم لوگوں سے

وَعَلِمَ	اَنَّ	فِيْكُمْ	ضَعْفًا ؕ	فَاِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	مِّائَةٌ صَابِرَةٌ	يَّغْلِبُوْا
اور اس نے جانا	کہ	تم لوگوں میں	کچھ کمزوری ہے	پس اگر	ہوں گے	تم میں سے	ثابت قدم رہنے والے ایک سو	تو وہ غالب ہوں گے

مِائَتَيْنِ ۚ	وَاِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	اَلْفٌ	يَّغْلِبُوْٓا	اَلْفَيْنِ	بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ	وَاللّٰهُ
دو سو پر	اور اگر	ہوں گے	تم میں سے	(ثابت قدم رہنے والے) ایک ہزار	تو وہ غالب ہوں گے	دو ہزار پر	اللہ کی اجازت سے	اور اللہ

مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾	مَا كَانَ	لِنَبِيٍّ	اَنْ	يَّكُوْنَ	لَهٗٓ	اَسْرٰى	حَتّٰى
ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے	نہیں ہے (مناسب)	کسی نبی کے لیے	کہ	ہوں	اس کے لیے	کچھ قیدی	یہاں تک کہ

يُثْخِنَ	فِي الْاَرْضِ ؕ	تُرِيْدُوْنَ	عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ	وَاللّٰهُ	يُرِيْدُ	الْاٰخِرَةَ ؕ	وَاللّٰهُ	عَزِيْزٌ
وہ خوب خونریزی کرے	زمین میں	تم لوگ چاہتے ہو	دنیا کا سامان	اور اللہ	چاہتا ہے	آخرت کو	اور اللہ	بالادست ہے

حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾	لَوْلَا	كِتٰبٌ	مِّنَ اللّٰهِ	سَبَقَ	لَمَسَّكُمْ	فِيْمَآ	اَخَذْتُمْ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾
حکمت والا ہے	اگر نہ ہوتا	لکھا ہوا	اللہ (کی طرف) سے	پہلے سے	تو ضرور چھوتا تم کو	اس میں جو	تم لوگوں نے لیا	ایک بڑا عذاب

فَكُلُوْا	مِمَّا	غَنِمْتُمْ	حَلٰلًا	طَيِّبًا	وَّاتَّقُوا	اللّٰهَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ
پس تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	تم نے غنیمت حاصل کی	حلال ہوتے ہوئے	پاکیزہ ہوتے ہوئے	اور تقویٰ اختیار کرو	اللہ کا	بیشک اللہ

غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾ ع
بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے

نوٹ:1

آج کل کی اصطلاح میں جس چیز کو اخلاقی قوت (Morale) کہتے ہیں، آیت۔65 میں اسی کو فقہ یعنی سمجھ بوجھ سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ لفظ اس مفہوم کے لیے جدید اصلاح سے زیادہ سائنٹیفک ہے۔ جو شخص اپنے مقصد کا صحیح شعور رکھتا ہو اور ٹھنڈے دل سے خوب سوچ سمجھ کر اس لئے لڑ رہا ہو کہ اس مقصد کے ضائع ہو جانے کے بعد جینا بے قیمت ہے، وہ بے شعور سے لڑنے والے آدمی سے کئی گنا زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ پھر جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی ہستی، اس کے ساتھ اپنے تعلق، حیات دنیا، حیات بعد موت وغیرہ کی حقیقتوں کو اچھی طرح سمجھتا ہو، اس کی طاقت کو وہ لوگ نہیں پہنچ سکتے جو قومیت یا وطنیت کا شعور لیے ہوئے میدان میں آئیں۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ ایک سوجھ بوجھ رکھنے والے مومن اور ایک کافر کے درمیان، حقیقت کے شعور اور عدم شعور کی وجہ سے فطرۃً ایک اور دس کی نسبت ہے لیکن اس کے ساتھ صبر کی صفت بھی ایک لازمی شرط ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2

جنگ بدر میں جب قریش کی فوج بھاگ نکلی تو مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ غنیمت لوٹنے اور کفار کے آدمیوں کو گرفتار کرنے میں لگ گیا اور بہت کم لوگوں نے کچھ دور تک دشمنوں کا تعاقب کیا۔ حالانکہ اگر مسلمان پوری طاقت سے ان کا تعاقب کرتے تو قریش کی طاقت کا اسی روز خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ مسلمانوں کی اس روش پر آیت نمبر۔67 میں اللہ تعالیٰ نے گرفت کی ہے اور بتایا ہے کہ تم لوگ ابھی نبی کے مشن کو اچھی طرح نہیں سمجھے ہو۔ نبی کا اصل کام یہ نہیں ہے کہ فدیے اور غنائم وصول کر کے خزانے بھرے، بلکہ اس کے نصب العین سے جو چیز براہ راست تعلق رکھتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ کفر کی طاقت ٹوٹ جائے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (65تا69)

ترکیب

(آیت۔73) اِلَّا استثناء کا نہیں ہے بلکہ اِنْ شرطیہ اور لا نافیہ کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ تَفْعَلُوْهُ میں ضمیر مفعولی آیت نمبر۔72 کے حکم کے لیے ہے جس میں معاہدہ کی پابندی کی شرط کے ساتھ غیر ملکی مسلمانوں کی مدد کا حکم ہے۔ تَكُنْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ	قُلْ	لِّمَنْ	فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ	مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ	اِنْ	یَّعْلَمِ	اللّٰهُ
اے نبیؐ	آپ کہہ دیجیے	ان سے جو	تمہارے ہاتھوں (یعنی قبضہ) میں ہیں	قیدیوں میں سے	اگر	جانے گا	اللہ

فِیْ قُلُوْبِكُمْ	خَیْرًا	یُّؤْتِكُمْ	خَیْرًا مِّمَّاۤ	اُخِذَ	مِنْكُمْ	وَیَغْفِرْ لَكُمْ ؕ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ
تمہارے دلوں میں	کوئی بھلائی	تو وہ دے گا تم کو	اس سے بہتر جو	لیا گیا	تم سے	اور وہ بخش دے گا تم لوگوں کو	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

رَّحِیْمٌ ﴿۷۰﴾	وَاِنْ	یُّرِیْدُوْا	خِیَانَتَكَ	فَقَدْ خَانُوا	اللّٰهَ	مِنْ قَبْلُ
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور اگر	وہ ارادہ کریں گے	آپؐ سے خیانت کا	تو انھوں نے خیانت کی ہے	اللہ ہے	اس سے پہلے

فَاَمْكَنَ	مِنْهُمْ ؕ	وَاللّٰهُ	عَلِیْمٌ	حَكِیْمٌ ﴿۷۱﴾	اِنَّ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا
نتیجتاً اس نے (آپؐ کے) قابو میں دیا	ان میں سے (کچھ کو)	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے

وَهَاجَرُوْا	وَجٰهَدُوْا	بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ	فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	وَالَّذِیْنَ	اٰوَوْا	وَّنَصَرُوْۤا
اور ہجرت کی	اور جہاد	اپنے اموال سے	اور اپنی جانوں سے	اللہ کی راہ میں	اور وہ لوگ جنھوں نے	ٹھکانا دیا	اور مدد کی

اُولٰٓئِكَ	بَعْضُهُمْ	اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ	وَالَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَلَمْ یُهَاجِرُوْا	مَا لَكُمْ	مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ
وہ لوگ ہیں (کہ)	ان کے بعض	بعض کے کارساز ہیں	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور ہجرت نہیں کی	تو تمہارے لئے نہیں ہے	ان سے کوئی بھی سروکار

مِنْ شَيْءٍ	حَتّٰى	يُهَاجِرُوْا	وَاِنِ	اسْتَنْصَرُوْكُمْ	فِي الدِّيْنِ	فَعَلَيْكُمُ	النَّصْرُ	اِلَّا
کسی چیز میں	یہاں تک کہ	وہ لوگ ہجرت کریں	اور اگر	وہ مدد مانگیں تم سے	دین میں	تو تم لوگوں پر (واجب) ہے	مدد کرنا	سوائے

عَلٰى قَوْمٍ	بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهُمْ	مِّيْثَاقٌ	وَاللّٰهُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾
ایسی قوم کے خلاف	(کہ) تمہارے درمیان	اور ان کے درمیان	کوئی معاہدہ ہے	اور اللہ	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو	دیکھنے والا ہے

وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بَعْضُهُمْ	اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ	اِلَّا تَفْعَلُوْهُ	تَكُنْ	فِتْنَةٌ
اور وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	ان کے بعض	بعض کے کارساز ہیں	اگر تم لوگ نہیں کرو گے اس کو	تو ہو جائے گا (یعنی پھیل جائے گا)	تشدد

فِي الْاَرْضِ	وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿٧٣﴾	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَهَاجَرُوْا	وَجٰهَدُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَالَّذِيْنَ
زمین میں	اور ایک بڑا فساد	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور ہجرت کی	اور جہاد کیا	اللہ کی راہ میں	اور وہ لوگ جنہوں نے

اٰوَوْا	وَّنَصَرُوْٓا	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ	حَقًّا	لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٤﴾	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
ٹھکانہ دیا	اور مدد کی	وہ لوگ	ہی مومن ہیں	حقیقتاً	ان کے لیے	مغفرت ہے	اور باعزت روزی ہے	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے

مِنْ بَعْدُ	وَهَاجَرُوْا	وَجٰهَدُوْا	مَعَكُمْ	فَاُولٰٓئِكَ	مِنْكُمْ	وَاُولُوا الْاَرْحَامِ	بَعْضُهُمْ
اس کے بعد	اور ہجرت کی	اور جہاد کیا	تمہارے ساتھ (مل کر)	تو وہ لوگ	تم میں سے ہیں	اور رشتوں والے	ان کے بعض

اَوْلٰى	بِبَعْضٍ	فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ	اِنَّ اللّٰهَ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيْمٌ ﴿٧٥﴾
زیادہ قریب ہیں	بعض سے	اللہ کی کتاب میں	بیشک اللہ	ہر چیز کو	جاننے والا ہے

نوٹ: 1

آیت۔ 72 میں یہ اصول مقرر کیا گیا ہے کہ ''ولایت'' (یعنی سرپرستی اور ذمہ داری) کا تعلق صرف ان مسلمانوں کے درمیان ہوگا جو یا تو اسلامی ریاست کے باشندے ہوں یا ہجرت کر کے آگئے ہوں اور جو مسلمان اسلامی راست سے باہر ہوں ان کے ساتھ ولایت کا تعلق نہیں ہوگا۔ اس عدم ولایت کے قانونی نتائج بہت وسیع ہیں۔ مثلاً غ دارالکفر اور دارالاسلام کے مسلمان ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے، ایک دوسرے کے گارڈین نہیں ہو سکتے وغیرہ۔ اس کے باوجود ان کے درمیان دینی اخوت کا رشتہ قائم رہے گا۔ اگر کہیں ان پر ظلم ہو رہا ہو اور وہ اسلامی حکومت اور اس کے باشندوں سے مدد مانگیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کریں۔ لیکن یہ فریضہ اندھا دھند انجام نہیں دیا جائے گا بلکہ بین الاقوامی ذمہ داریوں اور اخلاقی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے ہی انجام دیا جا سکے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

آیت۔ 57 میں وضاحت ہے کہ اسلامی بھائی چارے کی بنا پر میراث قائم نہ ہوگی۔ میراث کے معاملہ میں رشتہ داری کا تعلق ہی قانونی حقوق کی بنیاد رہے گا۔ یہ ارشاد اس بنا پر فرمایا گیا کہ ہجرت کے بعد نبی ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان جو مواخاۃ کرائی تھی اس کی وجہ سے بعض لوگ یہ خیال کر رہے تھے کہ یہ دینی بھائی ایک دوسرے کے وارث بھی ہوں گے۔ (تفہیم القرآن)

سورۃ التوبۃ (9)

آیت نمبر (9/ التوبۃ: 1 تا 6)

س ی ح

(ض) **سَیْحًا** (۱) پانی کا زمین پر بہنا۔ زمین پر چلنا پھرنا۔ (۲) عبادت کے لیے پھرنا۔

سِحْ فعل امر ہے۔ تُو چل پھر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 2

سَائِحٌ اسم الفاعل ہے۔ عبادت کے لیے پھرنے والا۔ روزہ دار۔ ﴿ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ ﴾ (9/ التوبۃ: 112) ’’توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے۔‘‘

ر ص د

(ن) **رَصْدًا** گھات میں بیٹھنا۔

رَصَدٌ اسم الفاعل کے مفہوم میں صفت ہے۔ (واحد، جمع، مذکر، مؤنث، سب کے لیے یکساں آتا ہے) گھات میں بیٹھنے والے۔ ﴿ فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴾ (72/ الجن: 9) ’’پس جو کان لگائے گا اب تو وہ پائے گا اپنے لیے ایک گھات میں بیٹھا ہوا انگارہ۔‘‘

مَرْصَدٌ اسم الظرف ہے۔ گھات لگانے کی جگہ۔ زیر مطالعہ۔ آیت۔ 5

مِرْصَادٌ مِفْعَالٌ کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔ گھات میں بیٹھنے کا آلہ۔ پھر گھات لگانے کی مستقل جگہ کے لیے آتا ہے۔ ﴿ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴾ (78/ الاعلیٰ: 21) ’’بیشک جہنم ہے گھات لگانے کی ایک مستقل جگہ۔‘‘

(افعال) **اِرْصَادًا** گھات لگانے کے لیے کسی کو بٹھانا۔ نگراں مقرر کرنا۔ ﴿ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ﴾ (9/ التوبۃ: 107) ’’اور نگراں مقرر کرنے کو اس کے لیے یعنی اس کی طرف سے جس نے لڑائی کی اللہ سے اور اس کے رسول سے اس سے پہلے۔‘‘

ترکیب

(آیت۔ 1) بَرَآءَةٌ خبر ہے۔ اس کا مبتدا محذوف ہے۔ جو کہ هٰذِهٖ ہو سکتا ہے۔ (آیت۔ 2) اَرْبَعَةَ پر نصب اس کے ظرف زمان ہونے کی وجہ سے ہے۔ (آیت۔ 3) اَذَانٌ کا مبتدا بھی محذوف ہے جو کہ هٰذَا ہو سکتا ہے۔ وَرَسُوْلُهٗ کی رفع بتا رہی ہے کہ یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر بَرِیْٓءٌ محذوف ہے۔

ترجمہ

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ①	عٰهَدْتُّمْ	اِلَى الَّذِيْنَ	وَرَسُوْلِهٖٓ	مِّنَ اللّٰهِ	بَرَآءَةٌ
مشرکوں میں سے	تم لوگوں نے معاہدہ کیا	ان لوگوں کے لیے جن سے	اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے	اللہ کی طرف	(یہ اعلان) براءت ہے

مُخْزِی الْكٰفِرِيْنَ ②	اللّٰهَ	وَاَنَّ	غَيْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ	اَنَّكُمْ	وَّاعْلَمُوْٓا	اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ	فِی الْاَرْضِ	فَسِيْحُوْا
کافروں کو رسوا کرنے والا ہے	اللہ	اور یہ کہ	اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو	کہ تم لوگ	اور جان لو	چار مہینے	زمین میں	پس چل پھر لو

وَاَذَانٌ	مِّنَ اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖٓ	اِلَى النَّاسِ	يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ	اَنَّ	اللّٰهَ	بَرِيْٓءٌ
اور (یہ) اعلان ہے	اللہ کی طرف سے	اور اس کے رسولؐ کی طرف سے	لوگوں کے لیے	بڑے حج کے دن	کہ	اللہ	بری الذمہ ہے

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ	وَرَسُوْلُهٗ ۭ	فَاِنْ	تُبْتُمْ	فَهُوَ	خَيْرٌ	لَّكُمْ ۚ	وَاِنْ	تَوَلَّيْتُمْ
مشرکوں سے	اور اس کا رسولؐ (بھی)	تو اگر	تم لوگ توبہ کرلو	تو یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اور اگر	تم لوگوں نے منہ موڑا

فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّكُمْ	غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ	وَبَشِّرِ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ ③
تو جان لو	کہ تم لوگ	اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو	اور آپؐ خوشخبری دیں	ان لوگوں کو جنہوں نے	کفر کیا	ایک دردناک عذاب کی

اِلَّا الَّذِيْنَ	عٰهَدْتُّمْ	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ	ثُمَّ	لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ	شَيْـــًٔا	وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا
سوائے ان کے جن سے	تم نے معاہدہ کیا	مشرکوں میں سے	پھر	انہوں نے کمی نہیں کی تم سے	کچھ بھی	اور انہوں نے مدد نہیں کی

عَلَيْكُمْ	اَحَدًا	فَاَتِمُّوْٓا	اِلَيْهِمْ	عَهْدَهُمْ	اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ	الْمُتَّقِيْنَ ④
تمہارے خلاف	کسی ایک کی بھی	تو پورا کرو	ان سے	ان کے عہد کو	ان کی مدت تک	بیشک اللہ	پسند کرتا ہے	تقویٰ کرنے والوں کو

فَاِذَا	انْسَلَخَ	الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ	فَاقْتُلُوا	الْمُشْرِكِيْنَ	حَيْثُ	وَجَدْتُّمُوْهُمْ	وَخُذُوْهُمْ	وَاحْصُرُوْهُمْ
پھر جب	گزر جائیں	محترم (یعنی پناہ دینے والے) مہینے	تو قتل کرو	مشرکوں کو	جہاں	تم لوگ پاؤ ان کو	اور پکڑو ان کو	اور گھیرو ان کو

وَاقْعُدُوْا	لَهُمْ	كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ	فَاِنْ	تَابُوْا	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتَوُا	الزَّكٰوةَ	فَخَلُّوْا
اور بیٹھو	ان کے لیے	ہر گھات لگانے کی جگہ پر	پھر اگر	وہ لوگ توبہ کریں	اور قائم کریں	نماز	اور ادا کریں	زکوٰۃ	تو چھوڑ دو

سَبِيْلَهُمْ ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ⑤	وَاِنْ	اَحَدٌ	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ	اسْتَجَارَكَ	فَاَجِرْهُ
ان کا راستہ	بیشک اللہ	بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے	اور اگر	کوئی ایک	مشرکوں میں سے	پناہ مانگے آپؐ سے	تو آپؐ پناہ دیں اس کو

حَتّٰى	يَسْمَعَ	كَلٰمَ اللّٰهِ	ثُمَّ	اَبْلِغْهُ	مَاْمَنَهٗ ۭ	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ
یہاں تک کہ	وہ سن لے	اللہ کے کلام کو	پھر	آپؐ پہنچا دیں اس کو	اس کی امن کی جگہ پر	یہ	اس سبب سے کہ وہ لوگ

قَوْمٌ	لَّا يَعْلَمُوْنَ ⑥ ع
ایک ایسی قوم ہیں جو	علم نہیں رکھتے

نوٹ 1: آیت۔3 میں حج اکبر کی اصطلاح آئی ہے، اس کو سمجھ لیں۔ ذوالحجہ کی مقررہ تاریخوں میں جو حج کیا جاتا ہے۔ اسے حج اکبر کہتے ہیں اور عمرے کو حج اصغر کہتے ہیں۔ کسی سال اگر یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو ہم لوگ اسے حج اکبر کہتے ہیں۔ یہ اصطلاح یقیناً غلط ہے لیکن اس کی فضیلت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ عرب لوگ اسے اجتماع سعدین کہتے ہیں اور اس کا احترام کرتے ہیں۔ کسی سال اگر عید جمعہ کے دن ہو تو اسے بھی اجتماع سعدین کہتے ہیں اور اس کی فضیلت کے بھی قائل ہیں۔

موجودہ صورتحال کا مجھے علم نہیں ہے لیکن چند سال پہلے تک سعودی عرب میں مقامی لوگوں پر یہ پابندی تھی کہ ان میں سے کوئی شخص حج کر لیتا تھا تو آئندہ پانچ سال تک وہ حج نہیں کر سکتا تھا تاکہ باہر سے آنے والے حاجیوں کے لیے گنجائش اور سہولت ہو۔لیکن جس سال اجتماع سعدین ہوتا تھا، اس سال یہ پابندی اٹھالی جاتی تھی۔

نوٹ:2 آیت۔نمبر 5 میں حکم دیا گیا ہے کہ مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ، انہیں قتل کرو، انہیں پکڑو، انہیں گھیرو اور ہر جگہ ان کے لیے گھات لگا کر بیٹھو۔اسلام کے مخالفین، اسلام کو ایک انتہا پسند اور تشدد پسند مذہب قرار دینے کے لیے اس آیت کا بہت حوالہ دیتے ہیں۔جب ان کی توجہ اس ات کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے کہ اس حکم سے پہلے یہ شرط بھی ہے کہ جب پناہ کے یعنی نوٹس کے چار مہینے گزر جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ پھر بھی یہ سخت زیادتی اور تشدد ہے۔اس بات کو سمجھنے کے لیے سورۃ التوبہ کی آیات کی ترتیب نزولی اور ترتیب مصحف کے فرق کو اور اس وقت کے تاریخی پس منظر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔اس لاعلمی کی وجہ سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی مخالفین کے اعتراض سے متاثر ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں، خواہ زبان سے نہ بھی کہیں، کہ ان کی بات درست ہے۔اس سورہ کی ترتیب نزولی کو سمجھنے سے پہلے یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک کے لیے 9 ھ میں روانہ ہوئے تھے تو رجب کا مہینہ تھا اور مدینہ واپس آئے تو رمضان کا مہینہ تھا۔اس سفر میں پورے پچاس روز صرف ہوئے۔بیس دن تبوک میں قیام میں اور تیس دن آمد و رفت میں۔

سورۃ التوبہ تین خطبوں پر مشتمل ہے جو وقفہ وقفہ سے یکے بعد دیگرے نازل ہوئے۔سب سے پہلے رکوع۔6 کی ابتداء سے رکوع۔9 کے اختتام کی آیات رجب۔9ھ میں نازل ہوئیں۔اس وقت رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کی تیاری کر رہے تھے۔اس میں اہل ایمان کو جہاد پر اکسایا گیا ہے اور ان لوگوں پر ملامت کی گئی ہے جو غزوۂ تبوک میں شرکت سے جی چرا رہے تھے۔اس کے بعد رکوع۔10 سے سورہ کے آخر تک کی آیات غزوۂ تبوک سے واپسی پر نازل ہوئیں۔ان میں کچھ ٹکڑے ایسے بھی ہیں جو انہیں ایام میں مختلف مواقع پر اترے اور سب سے آخر میں سورہ کے آغاز سے رکوع۔5 کے آخر تک کی آیات ذی القعد 9ھ میں نازل ہوئیں، جن میں مشرکوں کو چار مہینے کا نوٹس دیا گیا کہ اگر اسلام ان کے لیے قابل قبول نہیں ہے تو جہاں ان کا جی چاہے چلے جایں اور عرب کا علاقہ خالی کر دیں۔ساتھ ہی مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نوٹس کی مدت گزرنے کے بعد مشرکوں کو تاش کرو، گھیرو اور پکڑ کر اپنے بااختیار حاکموں کے حوالے کر دو۔ان کے سامنے اگر اس کا مشرک ہونا ثابت ہو گیا تو وہ اس کے قتل کا حکم دے گا۔اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اسلام ہر مرحلہ پر نظم و ضبط اور ڈسپلن کا مطالبہ کرتا ہے اور کسی بھی حال میں انارکی اجازت نہیں دیتا اور اب اس ''سخت زیادتی اور شدد'' والے حکم کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے اس کے اریخی پس منظر کو سمجھنا ہوگا۔

6ھ میں صلح حدیبیہ کے نتیجے میں مسلمانوں کو موقع ملا کہ وہ امن اور سکون سے اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔چنانچہ دو سال کی قلیل مدت میں عرب کے گوشے گوشے میں اسلام پھیل گیا۔پھر 8ھ میں فتح مکہ نے مشرکوں کی کمر توڑ دی۔عرب کے دیگر علاقوں میں جو مشرک باقی بچے تھے انہوں نے اپنی ساری طاقت مجتمع کر کے حنین کے میدان میں جھونک دی۔وہاں شکست کھانے کے بعد جزیرہ نماء عرب میں مشرکوں کا قلع قمع ہو گیا صرف چند پراگندہ عناصر عرب کے مختلف گوشوں میں باقی رہ گئے تھے۔ان گنے چنے لوگوں نے اب روم کی سرحد پر آباد عیسائی قبائل اور مدین کے منافقین کا ایک گروہ جمع ہو کر مسلمانوں کو جنت میں شرکت سے باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اس گھر کو جلانے کا حکم دیا لیکن اس کے مکینوں اور وہاں جمع ہونے والے افراد کو قتل کا حکم نہیں دیا۔انہیں کی ریشہ دوانی سے مسجد ضرار قائم ہوئی۔تبوک سے واپسی پر آپؐ نے اسے ڈھانے اور جلانے کا حکم دیا لیکن اسے بنانے والوں کو قتل نہیں کرایا۔

اس پس منظر کو ذہن میں رکھ کر دیکھیں کہ اب اللہ تعالیٰ اس فساد کی جڑ کو اکھاڑنے کا حکم دے رہا ہے کہ ان کو چار مہینے کا نوٹس دو کہ یا تو اپنی حرکت سے باز آجائیں یا اپنا سارا مال و دولت لے کر اپنے آقاؤں کے دیس میں منتقل ہو جائیں ورنہ انہیں قتل کیا جائے گا۔اب فیصلہ کریں کہ

کون صحیح الدماغ انسان اسے سخت زیادتی اور تشدد وا الحکم قرار دے گا، اِلّا یہ کہ اس کی نیت میں فطور ہو۔کسی ریاست میں رہتے ہوئے، بیرونی طاقتوں سے ساز باز کر کے، ریاست کے خلاف ریشہ دوانی کرنے والے مجرموں کو جو سزا دی جاتی ہے اور ان کے ساتھ عملاً جو سلوک ہوتا ہے۔ وہ پوری دنیا جانتی ہے۔ ایسے مجرموں سے اسلام نے جو فراخدلانہ سلوک کیا ہے اس کی کوئی ایک مثال بھی پوری تاریخ انسانیت سے دیا ن ممکن نہیں ہے۔ پھر بھی الزام اسلام پر ہے کہ یہ تشدد پسند ہے۔ ناطقہ سربگریباں ہے، اسے کیا کہیے۔

آیت نمبر (9/ التوبۃ:7 تا 16)

ء ل ل

(ن) اَلًّا — کسی حالت کا اتنا صاف اور واضح ہونا کہ انکار ممکن نہ ہو۔ رشتہ دار ہونا۔

اِلًّا — رشتہ داری۔ زیر مطالعہ آیت۔8

ذ م م

(ن) ذَمًّا — کسی کی مذمت کرنا۔ برا بھلا کہنا۔

مَذْمُوْمٌ — اسم المفعول ہے۔ مذمت کیا ہوا۔﴿ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴾ (17/ بنی اسرائیل:22) ''نتیجتاً تو بیٹھ رہے گا ملامت کیا ہوا، دھتکارا ہوا۔''

ذِمَّةٌ — ذمہ داری یا عہد۔ زیر مطالعہ آیت۔8

ش ف ی

(ض) شِفَاءٌ — کوئی مرض دور کر کے صحت دینا۔ شفا دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔14

شِفَاءٌ — اسم ذات بھی ہے۔ صحت یابی۔ شفا۔﴿ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ﴾ (16/ النحل:69) ''اس میں شفا ہے لوگوں کے لیے۔''

ترکیب

(آیت۔7) فَمَا اسْتَقَامُوْا میں مَا ظرفیہ ہے۔ (آیت۔8) کَیْفَ کے بعد پچھلا پورا جملہ یَکُوْنَ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَھْدٌ محذوف ہے۔ (آیت۔11) فَاِخْوَانُکُمْ خبر ہے اور اس کا مبتدا ھُمْ محذوف ہے۔ (آیت۔14،15) قَاتِلُوْھُمْ فعل امر ہے۔ اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے آگے یُعَذِّبْ۔ یُخْزِ۔ یَنْصُرْ، یَشْفِ اور یُذْھِبْ مجزوم ہیں اور ان کے ساتھ واؤ عاطفہ ہیں۔ جبکہ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ کا واؤ عاطفہ نہیں بلکہ استینافیہ ہے، کیونکہ یَتُوْبُ مجزوم نہیں ہوا ہے۔

ترجمہ

کَیْفَ	یَکُوْنُ	لِلْمُشْرِکِیْنَ	عَھْدٌ	عِنْدَ اللّٰہِ	وَعِنْدَ رَسُوْلِہٖٓ	اِلَّا	الَّذِیْنَ
کیسے	ہوگا	مشرکوں کے لئے	کوئی عہد	اللہ کے پاس	اور اس کے رسول کے پاس	سوائے	ان کے جن سے

عٰھَدْتُّمْ	عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	فَمَا	اسْتَقَامُوْا	لَکُمْ	فَاسْتَقِیْمُوْا	لَھُمْ
تم لوگوں نے معاہدہ کیا	مسجد حرام کے پاس	پس جب تک	وہ لوگ سیدھے رہیں	تمہارے لئے	تو تم لوگ سیدھے رہو	ان کے لئے

اِنَّ اللّٰہَ	یُحِبُّ	الْمُتَّقِیْنَ	کَیْفَ	وَ	اِنْ	یَّظْھَرُوْا	عَلَیْکُمْ	لَا یَرْقُبُوْا
بیشک اللہ	پسند کرتا ہے	تقوی کرنے والوں کو	کیسے (ہوگا کوئی عہد)	اس حال میں کہ	اگر	وہ لوگ غالب ہوں	تم لوگوں پر	تو وہ لحاظ نہیں کریں گے

فِيْكُمْ	اِلًّا	وَّلَا ذِمَّةً	يُرْضُوْنَكُمْ	بِاَفْوَاهِهِمْ	وَ	تَاْبٰى	قُلُوْبُهُمْ
تم میں	رشتے داری کا	اور نہ کسی عہد کا	وہ راضی کرتے ہیں تم لوگوں کو	اپنے منہ سے (یعنی باتوں سے)	حالانکہ	انکار کرتے ہیں	ان کے دل

وَاَكْثَرُهُمْ	فٰسِقُوْنَ ⑧	اِشْتَرَوْا	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	ثَمَنًا قَلِيْلًا	فَصَدُّوْا	عَنْ سَبِيْلِهٖ	اِنَّهُمْ
اور ان کے اکثر	فاسق ہیں	انہوں نے خریدا	اللہ کی آیات کے بدلے	تھوڑی سی قیمت کو	پھر انہوں نے روکا	اس کی راہ سے	بیشک وہ لوگ!

سَآءَ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑨	لَا يَرْقُبُوْنَ	فِيْ مُؤْمِنٍ	اِلًّا	وَّلَا ذِمَّةً	وَاُولٰٓئِكَ
کتنا برا ہے	جو	وہ لوگ کرتے ہیں	وہ لوگ لحاظ نہیں کرتے	کسی مومن (کے بارے) میں	کسی رشتہ داری کا	اور نہ کسی عہد کا	اور وہ لوگ

هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ⑩	فَاِنْ	تَابُوْا	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتَوُا	الزَّكٰوةَ	فَاِخْوَانُكُمْ	فِي الدِّيْنِ
ہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں	پھر اگر	وہ توبہ کریں	اور قائم کریں	نماز	اور ادا کریں	زکوۃ	تو (وہ) تمہارے بھائی ہیں	دین میں

وَنُفَصِّلُ	الْاٰيٰتِ	لِقَوْمٍ	يَّعْلَمُوْنَ ⑪	وَاِنْ	نَّكَثُوْٓا	اَيْمَانَهُمْ	مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ
اور ہم کھول کھول کر بیان کرتے ہیں	آیات کو	ایسے لوگوں کے لیے جو	علم رکھتے ہیں	اور اگر	وہ توڑ دیں	اپنی قسموں کو	اپنے عہد کے بعد

وَطَعَنُوْا	فِيْ دِيْنِكُمْ	فَقَاتِلُوْٓا	اَئِمَّةَ الْكُفْرِ	اِنَّهُمْ	لَآ اَيْمَانَ
اور طعنہ دیں	تمہارے دین میں	تو تم لوگ جنگ کرو	کفر کے سرداروں سے	بیشک وہ لوگ (ایسے) ہیں	کہ کسی طرح کی کوئی بھی قسم نہیں ہے

لَهُمْ	لَعَلَّهُمْ	يَنْتَهُوْنَ ⑫	اَ	لَا تُقَاتِلُوْنَ	قَوْمًا	نَّكَثُوْٓا	اَيْمَانَهُمْ	وَهَمُّوْا
ان کے لیے	شاید وہ لوگ	باز آجائیں	کیا	تم لوگ جنگ نہیں کرو گے	ایک ایسی قوم سے	جس نے توڑا	اپنی قسموں کو	اور ارادہ کیا

بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ	وَهُمْ	بَدَءُوْكُمْ	اَوَّلَ مَرَّةٍ	اَ	تَخْشَوْنَهُمْ	فَاللّٰهُ	اَحَقُّ
ان رسول کو نکالنے کا	اور انہوں نے	ابتدا کی تم سے (زیادتی کرنے کی)	پہلی مرتبہ	کیا	تم لوگ ڈرتے ہو ان سے	تو اللہ	زیادہ حقدار ہے

اَنْ	تَخْشَوْهُ	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ⑬	قَاتِلُوْهُمْ	يُعَذِّبْهُمُ	اللّٰهُ	بِاَيْدِيْكُمْ
کہ	تم لوگ ڈرو اس سے	اگر	تم لوگ ہو	ایمان لانے والے	جنگ کرو ان سے	تو عذاب دے گا ان کو	اللہ	تمہارے ہاتھوں سے

وَيُخْزِهِمْ	وَيَنْصُرْكُمْ	عَلَيْهِمْ	وَيَشْفِ	صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ⑭	وَيُذْهِبْ
اور وہ رسوا کرے گا ان کو	اور وہ مدد کرے گا تمہاری	ان کے خلاف	اور وہ شفا دے گا	ایمان لانے والے لوگوں کے سینوں کو	اور وہ لے جائے گا

غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ	وَيَتُوْبُ	اللّٰهُ	عَلٰى مَنْ	يَّشَآءُ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ⑮	اَمْ	حَسِبْتُمْ
انکے دل کے غیظ وغضب کو	اور توبہ قبول کرے گا	اللہ	اس کی جس کی	وہ چاہے گا	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	یا	تم لوگوں نے گمان کیا

اَنْ	تُتْرَكُوْا	وَ	لَمَّا يَعْلَمِ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	جٰهَدُوْا	مِنْكُمْ	وَلَمْ يَتَّخِذُوْا
کہ	تمہیں چھوڑ دیا جائے گا	حالانکہ	ابھی تک نہیں جانا	اللہ نے	ان کو جنہوں نے	جہاد کیا	تم میں سے	اور انہوں نے نہیں بنایا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَلَا رَسُوْلِهٖ	وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ	وَلِيْجَةً	وَاللّٰهُ	خَبِيْرٌۢ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ
اللہ کے سوا	اور نہ اس کے رسول کے سوا	اور نہ مومنوں کے سوا	کسی کو دل کا بھیدی	اور اللہ	باخبر ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

نوٹ: 1

جنگ (War) کے لیے قرآن مجید کی اصطلاح ''قِتَال'' ہے اور آیات۔12، 13، 14 میں اسی لفظ کے مختلف صیغے استعمال ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہاں جنگ کا حکم دینا مقصود تھا۔ لیکن آیت۔16 میں یہ بتانا مقصود ہے کہ قیامت میں جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ کے لیے صرف ایمان کا زبانی اقرار کافی نہیں ہے، بلکہ اس کی کچھ اور بھی شرائط ہیں۔ اس آیت میں پہلی شرط کی نشاندہی کرنے کے لیے لفظ قتال کے بجائے لفظ جِهَاد کا فعل ماضی لایا گیا ہے۔ اس فرق کو سمجھنے کے لیے لفظ جِہاد کا پورا مفہوم واضح ہونا ضروری ہے۔

جہاد کا مطلب ہے کسی مقصد کے لیے جدوجہد کرنا۔ جبکہ قرآن کی ایک اصطلاح کے طور پر اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے جدوجہد کرنا اور قرآن میں یہ لفظ عموماً اسی مفہوم میں آیا ہے۔ خواہ فی سبیل اللہ کے الفاظ لفظاً مذکور ہوں یا نہ ہوں۔ اس کے تین مرحلے ہیں۔ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کے ساتھ جدوجہد کر کے اسے اللہ کے احکام کی پابندی کا عادی بنائے۔ اسے جہاد مع النفس کہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اسے افضل جہاد قرار دیا ہے۔ یہ فرض عین ہے اور جنت میں داخلہ کی شرط کے طور پر یہی مرحلہ مراد ہے۔

اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت کا عادی بنا لینے کے بعد انسان کو مطمئن نہیں ہو جانا چاہیے بلکہ اب دوسروں کو جہنم سے بچانے کے لیے اسلام کی دعوت و تبلیغ کی جدوجہد میں حصہ لینا چاہیے۔ اس میں اپنا وقت، اپنی صلاحیت اور اپنا پیسہ صرف کرنا چاہیے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کا دوسرا مرحلہ ہے اور یہ فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر۔4/ النساء: 95، نوٹ۔2) پھر اگر ضرورت پڑے تو اسلام کی سربلندی کے لیے جنگ میں حصہ لینا چاہیے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کا تیسرا مرحلہ ہے اور اسے قتال فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ یہ بھی فرض کفایہ ہے، اِلَّا یہ کہ اسلامی حکومت کے امیر کی طرف سے General Mobilisation کا حکم ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تمام غزوات میں شرکت کرنا فرض کفایہ تھی سوائے غزوۂ تبوک کے، جس میں شرکت فرض عین ہو گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں شرکت نہ کرنے والوں سے باز پرس ہوئی تھی۔

آیت نمبر (17 تا 22)

ک س د

(ن۔ک) کَسَادًا بازار کا مندا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔24

ترکیب

(آیت۔19) اَلْحَاجِّ پر لام جنس ہے۔ اس لیے ترجمہ جمع میں ہوگا۔ (آیت۔21) بِرَحْمَةٍ کی باپر عطف ہونے کی وجہ سے رِضْوَانٍ اور جَنّٰتٍ حالت جر میں آئے ہیں۔ (آیت۔24) اٰبَآؤُكُمْ سے مَسٰكِنُ تک كَانَ کے اسم ہیں اس لیے یہ سب حالت رفع میں ہیں۔ اَحَبَّ باب افعال کا فعل ماضی نہیں ہے بلکہ مَحَبَّةٌ سے اَفْعَلُ کے وزن پر افعل تفضیل ہے اور كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں آیا ہے۔

ترجمہ

مَا كَانَ	لِلْمُشْرِكِيْنَ	اَنْ	يَّعْمُرُوْا	مَسٰجِدَ اللّٰهِ	شٰهِدِيْنَ	عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ	بِالْكُفْرِ
نہیں ہے	مشرکوں کے لیے	کہ	وہ لوگ آباد کریں	اللہ کی مسجدوں کو	گواہ ہوتے ہوئے	اپنے اوپر	کفر کے

اُولٰٓئِكَ	حَبِطَتْ	اَعْمَالُهُمْ	وَفِي النَّارِ	هُمْ	خٰلِدُوْنَ	اِنَّمَا	يَعْمُرُ
وہ لوگ ہیں	(کہ) اکارت ہوئے	جن کے اعمال	اور آگ میں ہی	وہ لوگ	ہمیشہ رہنے والے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آباد کرتا

مَسٰجِدَ اللّٰهِ	مَنْ	اٰمَنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	وَاَقَامَ	الصَّلٰوةَ	وَاٰتَى	الزَّكٰوةَ	وَلَمْ يَخْشَ
اللہ کی مسجدوں کو	وہ، جو	ایمان لایا	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور اس نے قائم کی	نماز	اور ادا کی	زکوۃ	اور وہ نہیں ڈرا

اِلَّا	اللّٰهَ	فَعَسٰٓى	اُولٰٓئِكَ	اَنْ	يَّكُوْنُوْا	مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۞١٨	اَ	جَعَلْتُمْ	سِقَايَةَ الْحَآجِّ
مگر	اللہ سے	تو امید ہے	وہ لوگ	کہ	ہو جائیں	ہدایت پانے والوں میں سے	کیا	تم لوگوں نے بنایا	حاجیوں کی سبیل کو

وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	كَمَنْ	اٰمَنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	وَجٰهَدَ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط	لَا يَسْتَوٗنَ
اور مسجد حرام کی آبادی کو	اس کے جیسا جو	جو ایمان لایا	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور اس نے جدوجہد کی	اللہ کی راہ میں	وہ برابر نہیں ہوتے

عِنْدَ اللّٰهِ ط	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞١٩	اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَهَاجَرُوْا	وَجٰهَدُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اللہ کے پاس	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظالم لوگوں کو	جو لوگ	ایمان لائے	اور ہجرت کی	اور جدوجہد کی	اللہ کی راہ میں

بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ لا	اَعْظَمُ	دَرَجَةً	عِنْدَ اللّٰهِ ط	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۞٢٠
اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	(وہ) سب سے عظیم ہیں	بلحاظ درجہ کے	اللہ کے پاس	اور وہ لوگ	ہی کامیاب ہونے والے ہیں

يُبَشِّرُهُمْ	رَبُّهُمْ	بِرَحْمَةٍ	مِّنْهُ	وَرِضْوَانٍ	وَّجَنّٰتٍ	لَّهُمْ	فِيْهَا	نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۞٢١ لا
خوشخبری دیتا ہے ان کو	ان کا رب	رحمت کی	اپنے پاس سے	اور رضامندی کی	اور باغات کی	ان کے لیے	ان میں	قائم رہنے والی خوشحالی ہے

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اَبَدًا ط	اِنَّ اللّٰهَ	عِنْدَهٗٓ	اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۞٢٢	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
ایک حالت میں رہنے والے ہیں	ان میں	ہمیشہ ہمیش	بیشک اللہ	اس کے پاس ہی	عظیم اجر ہے	اے لوگو جو	ایمان لائے

لَا تَتَّخِذُوْٓا	اٰبَآءَكُمْ	وَاِخْوَانَكُمْ	اَوْلِيَآءَ	اِنِ	اسْتَحَبُّوا	الْكُفْرَ	عَلَى الْاِيْمَانِ ط	وَمَنْ
تم لوگ مت بناؤ	اپنے آباؤ اجداد کو	اور اپنے بھائیوں کو	کارساز	اگر	وہ لوگ ترجیح دیں	کفر کو	ایمان پر	اور جو

يَّتَوَلَّهُمْ	مِّنْكُمْ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞٢٣	قُلْ	اِنْ	كَانَ	اٰبَآؤُكُمْ	وَاَبْنَآؤُكُمْ
دوستی کرے گا ان سے	تم میں سے	تو وہ لوگ	ہی ظلم کرنے والے ہیں	آپ کہہ دیجیے	اگر	ہیں	تمہارے آباؤ اجداد	اور تمہارے بیٹے

وَاِخْوَانُكُمْ	وَاَزْوَاجُكُمْ	وَعَشِيْرَتُكُمْ	وَاَمْوَالُ	اِقْتَرَفْتُمُوْهَا	وَتِجَارَةٌ	تَخْشَوْنَ	كَسَادَهَا
اور تمہارے بھائی	اور تمہاری بیویاں	اور تمہارے رشتہ دار	اور تمہارے وہ مال	تم نے کمایا جن کو	اور وہ تجارت	تم لوگ ڈرتے ہو	جس کی مندی سے

وَمَسٰكِنُ	تَرْضَوْنَهَآ	اَحَبَّ	اِلَيْكُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	وَجِهَادٍ	فِيْ سَبِيْلِهٖ
اور وہ مکانات	تم لوگ پسند کرتے ہو جن کو	زیادہ پیارے ہیں	تمہیں	اللہ سے	اور اسکے رسول سے	اور جدوجہد کرنے سے	اس کی راہ میں

فَتَرَبَّصُوْا	حَتّٰى	يَاْتِيَ	اللّٰهُ	بِاَمْرِهٖ ط	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۞٢٤ ع
تو انتظار کرو	یہاں تک کہ	لے آئے	اللہ	اپنا فیصلہ	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	نافرمان لوگوں کو

نوٹ: 1

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک دفعہ چند مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے، کوئی کہتا تھا میرے نزدیک اسلام لانے کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے سے زیادہ کوئی عبادت نہیں۔۔ دوسرے نے کہا کہ بہترین عمل مسجد حرام کی خدمت ہے۔ تیسرا بولا کہ جہاد فی سبیل اللہ سب سے افضل ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو ڈانٹا کہ تم جمعہ کے وقت منبر رسولؐ کے پاس بیٹھ کر بحث کر رہے ہو، ذرا صبر کرو۔ جب حضور ﷺ فارغ ہو جائیں گے تو یہ چیز دریافت کر لی جائے گی۔ جب آپؐ سے سوال کیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ (یعنی آیات۔19 تا 22)۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

سمجھنے والی بات یہ ہے کہ خدمت خلق اپنی جگہ ایک بڑی نیکی ہے۔ اس کی بلند ترین منزل یہ ہے کہ اللہ کے مہمانوں یعنی حاجیوں کی خدمت کی جائے۔ اسی طرح کسی بھی مسجد کی خدمت کرنا بڑی نیکی کا کام ہے۔ اس کی بلند ترین منزل مسجد حرام کی خدمت ہے۔ مذکورہ آیات میں ان میں سے کسی بھی نیکی کی نفی نہیں ہے۔ البتہ مختلف نیکیوں میں نسبت و تناسب کے لحاظ سے یہ بتایا گیا ہے کہ ان بلند ترین نیکیوں کے مقابلے میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کی نیکی عظیم تر ہے۔

یہ درست ہے کہ کسی کی زندگی میں قتال فی سبیل اللہ کے بہت کم مواقع آتے ہیں لیکن جہاد فی سبیل اللہ کے مواقع ہر شخص کی زندگی میں قدم قدم پر اس کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ ایک متقی پرہیزگار انسان کے سامنے بھی معاملات میں ایسے مواقع آتے رہتے ہیں اور جب اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کسی لالچ کو ٹھکرائے بغیر یا کوئی نقصان برداشت کیے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔ یہ جہاد مع النفس کا لامتناہی سلسلہ ہے جو موت پر ہی ختم ہوتا ہے اور اسی کو رسول اللہ ﷺ نے افضل جہاد کہا ہے۔ اسی طرح اپنی اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق اسلام کی دعوت و تبلیغ اور نشر و اشاعت میں حصہ لینے کے مواقع کی کمی نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جہاد فی سبیل اللہ کے صحیح مفہوم کو سمجھیں پھر اس کی عظمت کو اپنے دل و دماغ پر نقش کریں۔

آیت نمبر (25 تا 29)

و ط ن

(ض) وَطْنًا: کسی جگہ اقامت کرنا۔ وطن بنانا۔

مَوْطِنٌ: ج: مَوَاطِنُ۔ مَفْعِلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے وطن۔ لیکن اصطلاحًا جنگ کے میدان کے لیے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔25

ر ح ب

(ک) رُحْبًا: کسی جگہ کا کشادہ ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔25۔

مَرْحَبٌ: مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ کشادگی کا وقت یا موقعہ۔ زیادہ تر خوش آمدید کے معنی میں آتا ہے۔ ﴿لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ط﴾ (38/ص:59) ''کوئی خوش آمدید نہیں ہے ان کے لیے۔''

ع ی ل

(ض) عَيْلًا: تنگ دست ہونا۔ محتاج ہونا۔

عَيْلَةٌ: مصدر بھی ہے اور اسم ذات بھی ہے۔ تنگ دستی۔ زیر مطالعہ آیت۔28

عَائِلٌ: فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تنگ دست ہونے والا یعنی تنگ دست۔ ﴿وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ط﴾ (93/الضحیٰ:8) ''اور اس نے پایا آپ کو تنگ دست تو اس نے غنی کیا۔''

ع ط و

(ن) عَطْوًا: ہاتھ بڑھانا۔ لینا۔

(افعال) اِعْطَاءً ہاتھ بڑھا کر دینا۔خوش دلی سے دینا۔حق سے زیادہ دینا۔عطا کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔29

عَطَاءٌ اسم ذات ہے۔عطیہ۔بخشش۔﴿وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾﴾ (17/بنی اسرائیل:20)''اور نہیں آپؐ کے رب کی بخشش روکی ہوئی۔''

(تفاعل) تَعَاطِيًا کسی کی طرف ہاتھ بڑھانا(لینے یا پکڑنے کے لیے)﴿فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾﴾ (54/القمر:29)''پھرانہوں نے پکارا اپنے ساتھی کو تو اس نے ہاتھ بڑھایا پھر کاٹا۔''

ترکیب

(آیت۔28)اَلْمُشْرِكُوْنَ مبتدا ہے اور جمع ہے۔اس کی خبر نَجَسٌ واحد آئی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ نَجَسٌ مصدر ہے اور مصدر کی جمع نہیں آتی۔یہ واحد اور جمع کے لیے یکساں آتا ہے۔(آیت۔29)قَاتِلُوْا کے بعد اَلَّذِیْنَ کی وضاحت لَا یُؤْمِنُوْنَ سے لے کر اُوْتُوا الْکِتٰبَ تک ہے۔حَتّٰی کا تعلق قَاتِلُوْا سے ہے یعنی جنگ کرو یہاں تک کہ............۔

ترجمہ

لَقَدْ نَصَرَكُمُ	اللّٰهُ	فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ	وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ	اِذْ	اَعْجَبَتْكُمْ	كَثْرَتُكُمْ
یقیناً مدد کر چکا ہے تم لوگوں کی	اللہ	بہت سے جنگ کے میدانوں میں	اور حنین کے دن (بھی)	جب	بھلی لگی تم کو	تمہاری کثرت

فَلَمْ تُغْنِ	عَنْكُمْ	شَيْئًا	وَّضَاقَتْ	عَلَيْكُمُ	الْاَرْضُ	بِمَا	رَحُبَتْ	ثُمَّ	وَلَّيْتُمْ
تو وہ کام نہ آئی	تمہارے	کچھ بھی	اور تنگ ہوئی	تم پر	زمین	باوجود	اپنی کشادگی کے	پھر	تم لوگوں نے پیٹھ پھیری

مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾	ثُمَّ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	سَكِيْنَتَهٗ	عَلٰى رَسُوْلِهٖ	وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	وَاَنْزَلَ	جُنُوْدًا
پیٹھ دینے والا ہوتے ہوئے	پھر	اتاری	اللہ نے	اپنی سکینت	اپنے رسولؐ پر	اور مومنوں پر	اور اس نے اتارے	ایسے لشکر

لَّمْ تَرَوْهَا	وَعَذَّبَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَذٰلِكَ	جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾	ثُمَّ	يَتُوْبُ
تم لوگوں نے نہیں دیکھا جن کو	اور اس نے عذاب دیا	ان کو جنھوں نے	کفر کیا	اور یہ (ہی)	کافروں کا بدلہ ہے	پھر	توبہ قبول کرے گا

اللّٰهُ	مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	عَلٰى مَنْ	يَّشَآءُ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا
اللہ	اس کے بعد	اس کی جس کی	وہ چاہے گا	اور اللہ	بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے	اے لوگو جو	ایمان لائے

اِنَّمَا	الْمُشْرِكُوْنَ	نَجَسٌ	فَلَا يَقْرَبُوا	الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ	بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا	وَاِنْ	خِفْتُمْ
کچھ نہیں سوائے اس کے	مشرک لوگ	نجس ہیں	پس وہ لوگ نزدیک مت ہوں	مسجد حرام کے	اپنے اس سال کے بعد	اور اگر	خوف ہو تم کو

عَيْلَةً	فَسَوْفَ	يُغْنِيْكُمُ	اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖٓ	اِنْ	شَآءَ	اِنَّ اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ○
تنگ دستی کا	تو عنقریب	غنی کر دے گا تم کو	اللہ	اپنے فضل سے	اگر	اس نے چاہا	بیشک اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

قَاتِلُوا	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	وَلَا يُحَرِّمُوْنَ	مَا	حَرَّمَ	اللّٰهُ
تم لوگ جنگ کرو	ان سے جو	ایمان نہیں لاتے	اللہ پر	اور نہ ہی آخری دن پر	اور نہ ہی حرام ٹھہراتے ہیں	اسے جس کو	حرام کیا	اللہ نے

وَرَسُوْلُهٗ	وَلَا يَدِيْنُوْنَ	دِيْنَ الْحَقِّ	مِنَ الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	حَتّٰى
اور اس کے رسولؐ نے	اور نہ ہی وہ ضابطہ حیات بناتے ہیں	حق کے ضابطہ کو	ان لوگوں میں سے	جن کو دی گئی	کتاب	یہاں تک کہ

يُعْطُوا	الْجِزْيَةَ	عَنْ يَّدٍ	وَّ	هُمْ	صٰغِرُوْنَ ۲۹ ع
وہ دے دیں	جزیہ	ہاتھ سے	اس حال میں کہ	وہ لوگ	چھوٹے ہونے والے ہیں

نوٹ:1 ابتداء جزیہ کا حکم یہود نصاری کے لیے تھا لیکن آگے چل کر نبی ﷺ نے مجوس سے جزیہ لے کر انھیں ذمی بنایا۔ پھر صحابہ کرامؓ نے بیرون عرب کی تمام قوموں پر اس حکم کو عام کر دیا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 جزیہ ادا کرنے سے غیر مسلم رعایا کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر عائد ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہیں کچھ رعایتیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اسلامی ریاست میں لازمی فوجی خدمت سے یہ لوگ مستثنی ہوتے ہیں۔ اسلام کے مالی احکام بھی ان پر لاگو نہیں ہوتے مثلاً زکوۃ، عشر، فطرانہ، قربانی وغیرہ۔

آیت نمبر (30 تا 37)

ض ھ ی

(ف) ضَهْيٌ زمین کا بنجر ہونا۔

(مفاعلہ) مُضَاهَاةً کسی کے مشابہ ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔30

ک ن ز

(ض) كَنْزًا کوئی چیز جمع کر کے محفوظ کرنا۔ ذخیرہ کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔34

كَنْزٌ ج: كُنُوْزٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ ذخیرہ۔ خزانہ۔ ﴿لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ﴾ (11/ھود:12) ''کیوں نہیں اتارا گیا انؐ پر کوئی خزانہ۔'' ﴿وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ﴾ (28/القصص:76) ''اور ہم نے دیا اس کو خزانوں میں سے۔''

ک و ی

(ض) كَيًّا لوہے وغیرہ سے کسی کو داغنا۔ زیر مطالعہ آیت۔35

ج ب ھ

(ف) جَبْهًا پیشانی پر مارنا

جَبْهَةٌ ج: جِبَاهٌ پیشانی۔ زیر مطالعہ آیت۔35

ن س ء

(ف) نَسْئًا (1) چوپایہ کو ہانکنا۔ (2) دودھ میں پانی ملانا۔

نَسِيْءٌ ملاوٹ یا گڑ بڑ کرنے کا عمل۔ عرب میں محترم مہینوں کو آگے پیچھے کرنے کا رواج۔ زیر مطالعہ آیت۔37

مِنْسَاةٌ اسم آلہ ہے۔ چرواہے کا ڈنڈا۔ لاٹھی۔ ﴿مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ﴾ (34/السبا:14) ''ان کو یعنی جنوں کو خبردار نہیں کیا انؑ کی موت پر مگر دیمک نے جو کھاتی تھی ان کی لاٹھی کو۔''

و	ط	ء

(س) وَطْئًا کسی چیز کو پیر کے نیچے روندنا۔ پامال کرنا۔ ﴿وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ﴾ (33/ الاحزاب:27) ''اور اس نے وارث بنایا تم لوگوں کو ان کی زمین کا اور ان کی گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور ایک ایسی زمین کا جس کو تم نے قدموں سے نہیں روندا۔''

مُوْطِأٌ اسم الظرف ہے۔ روندنے کی جگہ۔ ﴿وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا﴾ (9/ التوبۃ:120) ''اور وہ نہیں روندتے کسی روندنے کی جگہ کو۔''

(مفاعلہ) مُوَاطَئَةً موافقت پیدا کرنا۔ اشعار کا وزن برابر کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 37

ترکیب

(آیت۔30) يُضَاهِئُوْنَ کا مادہ ''ض ھ ی'' ہے۔ اس سے باب مفاعلہ کا مضارع يُضَاهُوْنَ بنتا ہے۔ لیکن ہماری قرءت میں يُضَاهِئُوْنَ پڑھا جاتا ہے اس کا ہمزہ اصلی نہیں ہے۔ (آیت۔34۔35) لَا يُنْفِقُوْنَهَا، يُحْمٰى عَلَيْهَا اور فَتُكْوٰى بِهَا میں هَا کی ضمیریں اَلذَّهَبَ اور اَلْفِضَّةَ کے لیے ہیں۔ ذَهَبٌ کا لفظ مذکر مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ يُحْمٰى باب افعال کا مضارع مجہول ہے۔ ثلاثی مجرو کا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہاں پر یہ فعل لازم ہے۔

ترجمہ

وَقَالَتِ	الْيَهُوْدُ	عُزَيْرُ	ابْنُ اللّٰهِ	وَقَالَتِ	النَّصٰرَى	الْمَسِيْحُ	ابْنُ اللّٰهِ ؕ	ذٰلِكَ
اور کہا	یہود نے کہ	عزیرؑ	اللہ کے بیٹے ہیں	اور کہا	نصاریٰ نے کہ	مسیحؑ	اللہ کے بیٹے ہیں	یہ

قَوْلُهُمْ	بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ	يُضَاهِئُوْنَ	قَوْلَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْ قَبْلُ ؕ	قٰتَلَهُمُ	اللّٰهُ	اَنّٰى
ان کی بات ہے	محض ان کے منہ سے	مشابہت کرتے ہیں	ان لوگوں کی بات سے جنہوں نے	کفر کیا	اس سے پہلے	ہلاک کرے ان کو	اللہ	کہاں سے

يُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٠﴾	اِتَّخَذُوْٓا	اَحْبَارَهُمْ	وَرُهْبَانَهُمْ	اَرْبَابًا	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ	وَمَآ اُمِرُوْٓا
یہ پھیرے جاتے ہیں	انہوں نے بنایا	اپنے علماء کو	اور اپنے درویشوں کو	رب	اللہ کی علاوہ	اور ابن مریم مسیحؑ کو (بھی)	اور ان کو حکم نہیں دیا گیا

اِلَّا	لِيَعْبُدُوْٓا	اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ ؕ	سُبْحٰنَهٗ	عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ ﴿٣١﴾
سوائے اس کے	کہ وہ بندگی کریں	واحد الٰہ کی	کوئی الٰہ نہیں	سوائے	اس کے	پاکیزگی اس کی ہے	اس سے جو	یہ لوگ شرک کرتے ہیں

يُرِيْدُوْنَ	اَنْ	يُّطْفِئُوْا	نُوْرَ اللّٰهِ	بِاَفْوَاهِهِمْ	وَيَاْبَى	اللّٰهُ	اِلَّآ اَنْ	يُّتِمَّ	نُوْرَهٗ
وہ لوگ ارادہ کرتے ہیں	کہ	بجھادیں	اللہ کے نور کو	اپنے مونہوں سے	اور انکار کرتا ہے	اللہ	مگر یہ کہ	وہ پورا کر کے رہے گا	اپنے نور کو

وَلَوْ	كَرِهَ	الْكٰفِرُوْنَ ﴿٣٢﴾	هُوَ	الَّذِيْٓ	اَرْسَلَ	رَسُوْلَهٗ	بِالْهُدٰى	وَدِيْنِ الْحَقِّ
اور اگرچہ	کراہت کریں	کافر لوگ	وہ	وہ ہے جس نے	بھیجا	اپنے رسولؐ کو	ہدایت کے ساتھ	اور دین حق کے ساتھ

لِيُظْهِرَهٗ	عَلَى الدِّيْنِ	كُلِّهٖ ۙ	وَلَوْ	كَرِهَ	الْمُشْرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا
تا کہ وہ غالب کرے اس کو	سارے بقیہ دینوں پر	کل کے کل پر	اور اگرچہ	کراہت کریں	مشرک لوگ	اے لوگو جو	ایمان لائے

اِنَّ	كَثِيْرًا	مِّنَ الْاَحْبَارِ	وَالرُّهْبَانِ	لَيَاْكُلُوْنَ	اَمْوَالَ النَّاسِ	بِالْبَاطِلِ	وَيَصُدُّوْنَ
بیشک	بہت سے	علماء	اور درویش	کھاتے ہیں	لوگوں کے مال	باطل (طریقوں) سے	اور روکتے ہیں

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	وَالَّذِيْنَ	يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ	وَالْفِضَّةَ	وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ	فَبَشِّرْهُمْ	بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾
اللہ کی راہ سے	اور وہ لوگ جو	جمع کر کے رکھتے ہیں	اور واندی	اور وہ اسے خرچ نہیں کرتے	اللہ کی راہ میں	تو آپؐ خوشخبری دیں ان کو	ایک دردناک عذاب کی

يَوْمَ	يُحْمٰى	عَلَيْهَا	فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ	فَتُكْوٰى	بِهَا
جس دن	خوب گرم کیا جائے گا	ان کو (یعنی اموال کو)	جہنم کی آگ میں	پھر داغا جائے گا	ان سے

جِبَاهُهُمْ	وَجُنُوْبُهُمْ	وَظُهُوْرُهُمْ ؕ	هٰذَا	مَا	كَنَزْتُمْ	لِاَنْفُسِكُمْ	فَذُوْقُوْا	مَا
ان کی پیشانیوں کو	اور انکے پہلوؤں کو	اور ان کی پیٹھوں کو	یہ	وہ ہے جو	تم نے ذخیرہ کیا	اپنی جانوں کے لیے	تو چکھو	اس کو جو

كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾	اِنَّ	عِدَّةَ الشُّهُوْرِ	عِنْدَ اللّٰهِ	اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا	فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ	يَوْمَ
تم لوگ ذخیرہ کرتے تھے	بیشک	مہینوں کی گنتی	اللہ کے پاس	بارہ مہینے ہیں	اللہ کے لکھے ہوئے میں	(اس دن سے) جس دن

خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	مِنْهَآ	اَرْبَعَةٌ	حُرُمٌ ؕ	ذٰلِكَ	الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ	فَلَا تَظْلِمُوْا	فِيْهِنَّ
اس نے پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	ان میں سے	چار	محترم ہیں	یہ	پکا ضابطہ ہے	پس تم لوگ ظلم مت کرو	ان میں

اَنْفُسَكُمْ	وَقَاتِلُوا	الْمُشْرِكِيْنَ	كَآفَّةً	كَمَا	يُقَاتِلُوْنَكُمْ	كَآفَّةً ؕ	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ اللّٰهَ
اپنی جانوں پر	اور جنگ کرو	مشرکوں سے	اکٹھا ہوکر	جیسے	وہ جنگ کرتے ہیں تم سے	اکٹھا ہوکر	اور جان لو	کہ اللہ

مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾	اِنَّمَا	النَّسِيْٓءُ	زِيَادَةٌ	فِي الْكُفْرِ	يُضَلُّ	بِهِ
تقویٰ کرنیوالوں کے ساتھ ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مہینے آگے پیچھے کرنے کا رواج	زیادتی (یعنی اضافہ) ہے	کفر میں	گمراہ کیا جاتا ہے	اس سے

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	يُحِلُّوْنَهٗ	عَامًا	وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ	عَامًا	لِّيُوَاطِـُٔوْا	عِدَّةَ مَا	حَرَّمَ	اللّٰهُ
ان کو جنہوں نے	کفر کیا	وہ حلال کرتے ہیں اس کو	ایک سال	اور حرام کرتے ہیں اس کو	ایک سال	تاکہ وہ برابر کریں	اس کی گنتی کو جو	حرام کیا	اللہ نے

فَيُحِلُّوْا	مَا	حَرَّمَ	اللّٰهُ ؕ	زُيِّنَ	لَهُمْ	سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ ع
نتیجتاً وہ حلال کرتے ہیں	اس کو جسے	حرام کیا	اللہ نے	سجایا گیا	ان کے لیے	ان کے اعمال کی برائی کو	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	کافر لوگوں کو

نوٹ: 1

حضرت عدیؓ بن حاتم ایمان لانے سے پہلے عیسائی تھے۔ انھوں نے آیت۔ 31 کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ اس آیت میں ہم پر اپنے علماء اور درویشوں کو رب بنا لینے کے الزام کی حقیت کیا ہے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہود اور نصاریٰ اپنے علماء اور درویشوں کو رب نہیں بناتے۔ جواب میں رسول ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا ایسا نہیں ہے جس کو وہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں اسے تم لوگ حرام مان لیتے ہو جس کو وہ لوگ حلال قرار دیتے ہیں اسے حلال مان لیتے ہو۔ حضرت عدیؓ نے کہا کہ یہ تو ہم کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہی ان کو رب بنانا ہے۔

نوٹ: 2

آیت۔ 34۔ 35 میں جب سونے چاندی کی مذمت اُتری اور صحابہ کرامؓ میں اس کا چرچا ہوا تو حضرت عمرؓ نے کہا میں پوچھ آتا ہوں۔ ان کے سوال پر رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لیے مقرر فرمائی ہے کہ بعد کا مال پاک ہو جائے۔ میراث کا مقرر کرنا بتا رہا ہے کہ جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمرؓ سن کر مارے خوشی کے تکبیریں کہنے لگے۔ (ابن کثیرؒ)

آیت نمبر (38 تا 48)

غ و ر

(ن) **غَوْرًا** نشیب میں اترنا۔ پانی کا زمین میں جذب ہونا۔ ﴿اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا﴾ (18/الکھف:41) ''یا ہوجائے اس کا پانی زمین میں جذب۔''

مَغَارَةٌ اسم الظرف ہے۔ نیچے اترنے کی جگہ یعنی غار۔ ﴿لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ﴾ (9/التوبۃ:57) ''اگر وہ پائیں کوئی پناہ گاہ یا غار۔''

غَارٌ اسم ذات ہے۔ غار۔ زیر مطالعہ آیت۔40

ث ب ط

(ن) **ثَبْطًا** کسی کو کسی کام سے باز رکھنا۔ روک دینا

(تفعیل) **تَثْبِيْطًا** بالکل یا قطعی طور پر روک دینا۔ ملنے نہ دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔42

ترکیب

(آیت۔39) اِلَّا دراصل اِنْ شرطیہ اور لائے نفی کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ لَا تَنْفِرُوْا فعل نہی نہیں ہے۔ یہ دراصل لائے نفی کے ساتھ مضارع لَا تَنْفِرُوْنَ تھا۔ جو اِنْ کی شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ يُعَذِّبْكُمْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اِنْ شرطیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَسْتَبْدِلْ مجزوم ہے اور لَا تَضُرُّوْهُ اس کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ اس میں ضمیر مفعولی کو اللہ کے لیے بھی مانا جاسکتا ہے اور قَوْمًا کے لیے بھی۔ (آیت۔47) وَلَا اَوْضَعُوْا میں لائے نفی نہیں ہے۔ لَا میں لام تاکید ہے اور الف زائدہ ہے جو پڑھا نہیں جاتا۔ (قرآنی رسم الخط کا ایک حصہ ہے)۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَا لَكُمْ	اِذَا	قِيْلَ	لَكُمُ	انْفِرُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تمہیں کیا ہے	جب	کہا جاتا ہے	تم لوگوں سے	کہ تم لوگ نکلو	اللہ کی راہ میں

اثَّاقَلْتُمْ	اِلَى الْاَرْضِ	اَ	رَضِيْتُمْ	بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	مِنَ الْاٰخِرَةِ	فَمَا
تو تم لوگ بوجھل ہوتے ہو	زمین کی طرف	کیا	تم لوگ راضی ہوئے	دنیوی زندگی پر	آخرت سے (زیادہ)	تو نہیں ہے

مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	فِي الْاٰخِرَةِ	اِلَّا	قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾	اِلَّا تَنْفِرُوْا	يُعَذِّبْكُمْ	عَذَابًا اَلِيْمًا
دنیوی زندگی کا سامان	آخرت (کے مقابلہ) میں	مگر	بہت تھوڑا	اگر تم لوگ نہیں نکلو گے	تو وہ عذاب دے گا تم لوگوں کو	ایک دردناک عذاب

وَّيَسْتَبْدِلْ	قَوْمًا	غَيْرَكُمْ	وَ	لَا تَضُرُّوْهُ	شَيْئًا	وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
اور وہ تبدیل کرے گا	کسی قوم کو	تمہارے علاوہ	اور (یعنی تو)	تم لوگ نقصان نہیں پہنچاؤ گے اس کو	کچھ بھی	اور اللہ	ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾	اِلَّا تَنْصُرُوْهُ	فَقَدْ نَصَرَهُ	اللّٰهُ	اِذْ	اَخْرَجَهُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا

قادر ہے	اگر تم لوگ مدد نہیں کرو گے ان کی	تو مدد کر چکا ہے ان کی	اللہ	جب	نکالا ان کو	ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا

ثَانِيَ اثْنَيْنِ	اِذْ	هُمَا	فِي الْغَارِ	اِذْ	يَقُوْلُ	لِصَاحِبِهٖ	لَا تَحْزَنْ	اِنَّ اللّٰهَ	مَعَنَا ۚ
دو کا دوسرا ہوتے ہوئے	جب	وہ دونوں	غار میں تھے	جب	وہ کہتے تھے	اپنے ساتھی سے	غمگین مت ہو	یقیناً اللہ	ہمارے ساتھ ہے

فَاَنْزَلَ	اللّٰهُ	سَكِيْنَتَهٗ	عَلَيْهِ	وَاَيَّدَهٗ	بِجُنُوْدٍ	لَّمْ تَرَوْهَا	وَجَعَلَ	كَلِمَةَ الَّذِيْنَ
تو اتاری	اللہ نے	اپنی سکینت	ان پر	اور تائید کی ان کی	اپنے لشکروں سے	تم لوگوں نے نہیں دیکھا جن کو	اور اس نے بنایا	ان کی بات کو جنہوں نے

كَفَرُوا	السُّفْلٰى ۗ	وَكَلِمَةُ اللّٰهِ	هِيَ الْعُلْيَا ۗ	وَاللّٰهُ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ ۝٤٠	اِنْفِرُوْا	خِفَافًا
کفر کیا	سب سے پست	اور اللہ کا فرمان	ہی سب سے بلند ہے	اور اللہ	بالادست ہے	حکمت والا ہے	تم لوگ نکلو	ہلکے ہوتے ہوئے

وَّثِقَالًا	وَّجَاهِدُوْا	بِاَمْوَالِكُمْ	وَاَنْفُسِكُمْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ	ذٰلِكُمْ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ
اور بوجھل ہوتے ہوئے	اور جدوجہد کرو	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اللہ کی راہ میں	یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اگر

كُنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ ۝٤١	لَوْ	كَانَ	عَرَضًا قَرِيْبًا	وَّسَفَرًا قَاصِدًا	لَّاتَّبَعُوْكَ	وَلٰكِنْ	بَعُدَتْ	عَلَيْهِمُ
تم لوگ	جانتے ہو	اگر	وہ ہوتا	کوئی قریبی سامان	اور کوئی درمیانی سفر	تو وہ ضرور پیروی کرتے آپ کی	لیکن	دور ہوا	ان پر

الشُّقَّةُ ۗ	وَسَيَحْلِفُوْنَ	بِاللّٰهِ	لَوِ	اسْتَطَعْنَا	لَخَرَجْنَا	مَعَكُمْ ۚ	يُهْلِكُوْنَ
مشکل سفر	اور وہ لوگ قسم کھائیں گے	اللہ کی	اگر	ہمیں استطاعت ہوتی	تو ہم ضرور نکلتے	تم لوگوں کے ساتھ	وہ لوگ ہلاکت میں ڈالتے ہیں

اَنْفُسَهُمْ ۚ	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	اِنَّهُمْ	لَكٰذِبُوْنَ ۝٤٢ ع	عَفَا	اللّٰهُ	عَنْكَ ۚ	لِمَ	اَذِنْتَ	لَهُمْ
اپنی جانوں کو	اور اللہ	جانتا ہے	کہ بیشک وہ لوگ	یقیناً جھوٹے ہیں	درگزر کیا	اللہ نے	آپ سے	کیوں	آپ نے اجازت دی	انہیں

حَتّٰى	يَتَبَيَّنَ	لَكَ	الَّذِيْنَ	صَدَقُوْا	وَتَعْلَمَ	الْكٰذِبِيْنَ ۝٤٣	لَا يَسْتَاْذِنُكَ
یہاں تک کہ	واضح ہو جاتے	آپ کے لیے	وہ لوگ جنہوں نے	سچ کہا	اور آپ جان لیتے	جھوٹوں کو	اجازت نہیں مانگتے آپ سے

الَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اَنْ	يُّجَاهِدُوْا	بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ ۗ	وَاللّٰهُ
وہ لوگ جو	ایمان لاتے ہیں	اللہ پر	اور آخری دن پر	کہ	کہ وہ جہاد (نہ) کریں	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اور اللہ

عَلِيْمٌۢ	بِالْمُتَّقِيْنَ ۝٤٤	اِنَّمَا	يَسْتَاْذِنُكَ	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
جاننے والا	تقوی کرنے والوں کو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اجازت مانگتے ہیں آپ سے	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے	اللہ پر	اور آخری دن پر

وَارْتَابَتْ	قُلُوْبُهُمْ	فَهُمْ	فِيْ رَيْبِهِمْ	يَتَرَدَّدُوْنَ ۝٤٥	وَلَوْ	اَرَادُوا	الْخُرُوْجَ	لَاَعَدُّوْا
اور شک میں پڑے	ان کے دل	تو وہ لوگ	اپنے شبہ میں پڑے	حیران ہیں	اور اگر	وہ ارادہ رکھتے	نکلنے کا	تو ضرور تیار کرتے

لَهٗ	عُدَّةً	وَّلٰكِنْ	كَرِهَ	اللّٰهُ	انْۢبِعَاثَهُمْ	فَثَبَّطَهُمْ	وَقِيْلَ	اقْعُدُوْا	مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝٤٦
اس کے لیے	کچھ سامان	اور لیکن	ناپسند کیا	اللہ نے	ان کے اٹھنے کو	تو اس نے چپکا کے رکھ دیا ان کو	اور ان سے کہا گیا	کہ تم لوگ بیٹھو	بیٹھنے والوں کے ساتھ

لَوْ	خَرَجُوْا	فِيْكُمْ	مَّا زَادُوْكُمْ	اِلَّا	خَبَالًا	وَّلَاَاَوْضَعُوْا	خِلٰلَكُمْ
اگر	وہ لوگ نکلتے	تم میں (یعنی تمہارے ساتھ)	تو وہ زیادہ نہ کرتے تم کو	مگر	بلحاظ ذہنی انتشار کے	اور ضرور دوڑاتے (افواہیں)	تمہارے درمیان

يَبْغُوْنَكُمُ	الْفِتْنَةَ ۚ	وَفِيْكُمْ	سَمّٰعُوْنَ	لَهُمْ ۭ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌۢ	بِالظّٰلِمِيْنَ ۝47	9 لَقَدِ ابْتَغَوُا
تلاش کرتے ہوئے تم میں	فتنہ	اور تم لوگوں میں	جاسوس ہیں	ان کیلئے	اور اللہ	جاننے والا ہے	ظالموں کو	بیشک وہ لوگ تلاش کر چکے ہیں

الْفِتْنَةَ	مِنْ قَبْلُ	وَقَلَّبُوْا	لَكَ	الْاُمُوْرَ	حَتّٰى	جَاۗءَ	الْحَقُّ	وَظَهَرَ	اَمْرُ اللّٰهِ
فتنہ کو	اس سے پہلے	اور انہوں نے بار بار الٹا	آپ کے لیے	معاملات کو	یہاں تک کہ	آیا	حق	اور غالب ہوا	اللہ کا حکم

وَ	هُمْ	كٰرِهُوْنَ ۝48
اس حال میں کہ	وہ	کراہت کرنے والے تھے

نوٹ:1 آیت۔46 میں ہے کہ غزوۂ تبوک میں شرکت کے لیے منافقوں کا اٹھنا اللہ نے پسند نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ جہاد کے جذبے سے خالی تھے اور دین کی سربلندی کے لیے جانفشانی کرنے کی ان کے اندر کوئی خواہش نہیں تھی تو بددلی کی ساتھ یا کسی شرارت کی نیت سے ان کا اٹھنا اللہ کو پسند نہ تھا۔ کیونکہ یہ چیز متعدد خرابیوں کا موجب ہوتی۔ اگلی آیات میں اسی کی وضاحت ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (49 تا 59)

ز ھ ق

(ف) **زَهُقًا** روح کا جسم سے نکل جانا۔ کسی چیز کا مٹ جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔55

زَاهِقٌ، اسم الفاعل ہے۔ جانے والا۔ مٹنے والا۔ ﴿ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ ﴾ (21/ الانبیاء: 18) ''تو جب ہی وہ مٹنے والا ہے۔''

زَهُوْقٌ فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا مٹنے والا۔ نیست و نابود ہونے والا۔ ﴿ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝81 ﴾ (17/ بنی اسرائیل: 81) ''یقیناً باطل ہے ہی نیست و نابود ہونے والا۔''

ل ج ء

(ف) **لَجْئًا** کسی جگہ میں پناہ لینا۔

مَلْجَاً اسم الظرف ہے۔ پناہ لینے کی جگہ۔ زیر مطالعہ آیت۔57

ج م ح

(ف) **جَمْحًا** گھوڑے کا سوار کے قابو سے باہر ہونا۔ سرکش ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔57

ل م ز

(ض) **لَمْزًا** عیب جوئی کرنا۔ نکتہ چینی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔58

لُمَزَةٌ بہت عیب جوئی کرنے والا۔ ﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۝1 ﴾ (104/ الھمزۃ: 1) ''تباہی ہے ہر ایک غیبت کرنے والے عیب جوئی کرنے والے کی۔''

ترکیب

(آیت - 49) لَا تَفْتِنِّیْ میں نون ثقیلہ نہیں ہے۔ یہ فعل نہی لَا تَفْتِنْ ہے۔ اور ضمیر مفعولی نِیْ کو اس میں ملا کر لکھا گیا ہے۔ (آیت - 52) بِنَآ مادہ "ب ن ی" کا کوئی صیغہ نہیں ہے بلکہ ضمیر نَا پر حرف جارہ ب داخل ہوا ہے۔ اَلْحُسْنَیَیْنِ، حَسَنٌ کا تثنیہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ اَفْعَلُ تفضیل حُسْنٰی کا تثنیہ ہے (آیت - 55) لِیُعَذِّبَھُمْ بِھَا میں ھَا کی ضمیر اَمْوَالُھُمْ اور اَوْلَادُھُمْ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّقُوْلُ	ائْذَنْ لِّيْ	وَلَا تَفْتِنِّيْ ط	اَلَا	فِي الْفِتْنَةِ
اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو	کہتے ہیں	آپ اجازت دیں مجھ کو	اور آپ آزمائش میں نہ ڈالیں مجھے	سنو	آزمائش میں ہی

سَقَطُوْا ط	وَاِنَّ	جَهَنَّمَ	لَمُحِيْطَةٌۢ	بِالْكٰفِرِيْنَ ۝	اِنْ	تُصِبْكَ	حَسَنَةٌ	تَسُؤْهُمْ ج
وہ لوگ گرے	اور یقیناً	جہنم	ضرور گھیرنے والی ہے	کافروں کو	اگر	آن لگے آپ کو	کوئی اچھائی	تو وہ بری لگتی ہیں ان کو

وَاِنْ	تُصِبْكَ	مُصِيْبَةٌ	يَّقُوْلُوْا	قَدْ اَخَذْنَآ	اَمْرَنَا	مِنْ قَبْلُ	وَيَتَوَلَّوْا	وَّ
اور اگر	آن لگے آپ کو	کوئی مصیبت	تو وہ کہتے ہیں	ہم نے پکڑ (یعنی سنبھال) لیا ہے	اپنا معاملہ	اس سے پہلے	اور وہ لوٹتے ہیں	اس حال میں کہ

هُمْ	فَرِحُوْنَ ۝	قُلْ	لَّنْ يُّصِيْبَنَآ	اِلَّا	مَا	كَتَبَ	اللّٰهُ	لَنَا ج	هُوَ	مَوْلٰىنَا ج
وہ لوگ	اترانے والے ہیں	آپ کہہ دیجیے	ہرگز نہیں لگے گا ہم کو	مگر	وہ جو	لکھا	اللہ نے	ہمارے لیے	وہ	ہمارا کارساز ہے

وَعَلَى اللّٰهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُؤْمِنُوْنَ ۝	قُلْ	هَلْ	تَرَبَّصُوْنَ	بِنَآ	اِلَّآ
اور اللہ پر ہی	پس چاہیے کہ بھروسہ کریں	ایمان لانے والے	آپ کہیے	کیا	تم لوگ انتظار کرتے ہو	ہمارے بارے میں	سوائے

اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ط	وَنَحْنُ	نَتَرَبَّصُ	بِكُمْ	اَنْ	يُّصِيْبَكُمُ	اللّٰهُ	بِعَذَابٍ
دو بہترین اچھائیوں کی ایک کے	اور ہم	انتظار کرتے ہیں	تمہارے بارے میں	کہ	آن لگے تم لوگوں کو	اللہ	کسی عذاب کے ساتھ

مِّنْ عِنْدِهٖٓ	اَوْ	بِاَيْدِيْنَا صلے	فَتَرَبَّصُوْٓا	اِنَّا	مَعَكُمْ	مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝	قُلْ	اَنْفِقُوْا
اپنے پاس سے	یا	ہمارے ہاتھوں سے	تو انتظار کرو	بیشک ہم	تمہارے ساتھ	انتظار کرنے والے ہیں	اور آپ کہہ دیجیے	تم لوگ خرچ کرو

طَوْعًا	اَوْ	كَرْهًا	لَّنْ يُّتَقَبَّلَ	مِنْكُمْ ط	اِنَّكُمْ كُنْتُمْ	قَوْمًا	فٰسِقِيْنَ ۝
تابعدار ہوتے ہوئے	یا	ناپسند کرتے ہوئے	ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا	تم لوگوں سے	بیشک تم لوگ ہو	ایک ایسی قوم جو	نافرمانی کرنے والی ہے

وَمَا مَنَعَهُمْ	اَنْ	تُقْبَلَ	مِنْهُمْ	نَفَقٰتُهُمْ	اِلَّآ	اَنَّهُمْ	كَفَرُوْا	بِاللّٰهِ	وَبِرَسُوْلِهٖ
اور نہیں روکا ان کو	کہ	قبول کیا جائے	ان سے	ان کے خرچوں کو	سوائے اس کے	کہ انہوں نے	انکار کیا	اللہ کا	اور اس کے رسول کا

وَلَا يَاْتُوْنَ	الصَّلٰوةَ	اِلَّا	وَ	هُمْ	كُسَالٰى	وَلَا يُنْفِقُوْنَ	اِلَّا	وَ	هُمْ	كٰرِهُوْنَ ۝
اور وہ نہیں آتے	نماز کے پاس	مگر	اس حال میں کہ	وہ	انتہائی کاہل ہیں	اور وہ خرچ نہیں کرتے	مگر	اس حال میں کہ	وہ	کراہت کرنے والے ہیں

فَلَا تُعْجِبْكَ	اَمْوَالُهُمْ	وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ط	اِنَّمَا	يُرِيْدُ	اللّٰهُ	لِيُعَذِّبَهُمْ	بِهَا
تو چاہیے کہ حیرت میں نہ ڈالیں آپ کو	ان کے اموال	اور نہ ہی ان کی اولاد	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	چاہتا ہے	اللہ	کہ وہ عذاب دے ان کو	ان سے

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَتَزْهَقَ	اَنْفُسُهُمْ	وَ	هُمْ	كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾	وَيَحْلِفُوْنَ	بِاللّٰهِ	اِنَّهُمْ
دنیوی زندگی میں	اور نکلیں	ان کی جانیں	اس حال میں کہ	وہ	کفر کرنے والے ہوں	اور وہ قسمیں کھاتے ہیں	اللہ کی	کہ وہ

لَمِنْكُمْ ط	وَمَا هُمْ	مِّنْكُمْ	وَلٰكِنَّهُمْ	قَوْمٌ	يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾	لَوْ	يَجِدُوْنَ	مَلْجَاً	اَوْ مَغٰرٰتٍ
ضرور تم میں سے ہیں	اور وہ نہیں ہیں	تم میں سے	اور لیکن وہ	ایک ایسی قوم ہیں جو	ڈرتے ہیں	اگر	وہ لوگ پائیں	کوئی پناہ گاہ	یا کچھ غار

اَوْ مُدَّخَلًا	لَّوَلَّوْا	اِلَيْهِ	وَ	هُمْ	يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾	وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّلْمِزُكَ
یا کوئی گھسنے کی جگہ	تو ضرور لوٹیں گے	اس کی طرف	اس حال میں کہ	وہ	سرکشی کرتے ہوں	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	نکتہ چینی کرتے ہیں آپؐ پر

فِي الصَّدَقٰتِ ج	فَاِنْ	اُعْطُوْا	مِنْهَا	رَضُوْا	وَاِنْ	لَّمْ يُعْطَوْا	مِنْهَآ	اِذَا	هُمْ
صدقات (کے بارے) میں	پھر اگر	عطا کیا جائے گا ان کو	ان میں سے	تو وہ راضی ہوں	اور اگر	عطا نہ کیا جائے ان کو	ان میں سے	تو جب ہی	وہ

يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾	وَلَوْ	اَنَّهُمْ	رَضُوْا	مَآ	اٰتٰىهُمُ	اللّٰهُ	وَرَسُوْلُهٗ لا	وَقَالُوْا	حَسْبُنَا	اللّٰهُ
غصہ کرتے ہیں	اور اگر	یہ کہ وہ لوگ	راضی ہوتے	اس سے جو	دیا ان کو	اللہ نے	اور اس کے رسول نے	اور وہ کہتے	کافی ہے ہم کو	اللہ

سَيُؤْتِيْنَا	اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖ	وَرَسُوْلُهٗٓ لا	اِنَّآ	اِلَى اللّٰهِ	رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع
دے گا ہم کو	اللہ	اپنے فضل سے	اور اس کا رسول بھی	بیشک ہم	اللہ کی طرف ہی	رغبت کرنے والے ہیں

نوٹ: 1

آیت۔55 سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو مال و دولت سے اس دنیا میں بھی عذاب دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں انہماک انسان کے لیے اس دنیا میں ایک عذاب اور مصیبت بن جاتا ہے۔ دولت حاصل کرنے کے لیے کیسی کیسی محنت و مشقت اور جسمانی و جذباتی کوفت اٹھانی پڑتی ہے کہ نہ دن کا چین نہ رات کی نیند، نہ اپنے تن بدن کی خبر اور نہ اپنے بیوی بچوں میں دل بہلانے کی فرصت۔ پھر اگر دولت حاصل ہوگئی تو اس کو بڑھانے کی فکر بھی دن رات کا عذاب ہے اور اگر ذرا سا نقصان ہو جائے تو غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے اور اگر ساری چیزیں خواہش کے مطابق حاصل ہو جائیں تو اس کے گھٹ جانے کا اندیشہ ایک مستقل عذاب ہیں۔ یہ سب عذاب ہی عذاب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیوقوف انسان نے راحت کے سامان کو ہی راحت سمجھ لیا ہے اور حقیقی راحت یعنی قلبی سکون و اطمینان کی اس کو ہوا بھی نہ لگی۔ اس لیے وہ سامانِ راحت کو ہی راحت سمجھ کر اس میں مگن رہتا ہے جو حقیقت میں اس کے لیے دنیا کے چین و آرام کا بھی دشمن ہے اور آخرت کے عذاب کا مقدمہ بھی ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (60 تا 66)

غ	ر	م

(س) **غَرْمًا** (1) کسی چیز کا کسی سے چمٹ جانا۔ (2) کسی جرم یا غلطی کے بغیر نقصان میں پھنسنا۔ مفت کے تاوان میں پڑنا۔

غَرَامٌ اسم ذات ہے۔ چمٹ جانے والی چیز۔ ﴿اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾﴾ (25/ الفرقان: 65) ”بیشک اس کا عذاب چمٹنے والی چیز ہے۔“

مَغْرَمٌ اسم الظرف کا وزن مَفْعَلٌ ہے۔ لیکن اسم ذات کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ تاوان۔ چٹی۔ جرمانہ ﴿وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا﴾ (9/ التوبۃ: 98) ”اور دیہاتیوں میں وہ بھی ہیں جو بناتے ہیں یعنی سمجھتے ہیں اس کو جو وہ خرچ کرتے ہیں ایک جرمانہ۔“

	غَارِمٌ	اسم الفاعل ہے۔ تاوان میں پھنسنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔60
(افعال)	اِغْرَامًا	کسی پر تاوان ڈالنا۔
	مُغْرَمٌ	اسم المفعول ہے۔ تاوان ڈالا ہوا۔ ﴿ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ ﴾ (56/الواقعۃ:66) ’’بیشک ہم ضرور تاوان ڈالے گئے ہیں۔‘‘

ترکیب

(آیت۔60) اَلْمَسٰكِيْنِ، اَلْعٰمِلِيْنَ، اَلْمُؤَلَّفَةِ، اَلْغٰرِمِيْنَ اور اِبْنِ السَّبِيْلِ، یہ سب لِلْفُقَرَاءِ کے حرف جَر پر عطف ہونے کی وجہ سے جر میں ہیں۔ اَلْمُؤَلَّفَةِ اسم المفعول نے فعل کا عمل کیا ہے اور قُلُوْبُهُمْ اس کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے (آیت۔61)۔ اُذُنُ مضاف اور خَيْرٍ اس کا مضاف الیہ ہے۔ يُؤْمِنُ کی ضمیر فاعلی النَّبِيَّ کے لیے ہے۔ (آیت:64) اَنْ يُّرْضُوْهُ میں ضمیر مفعولی واحد لا کر ظاہر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اور اس کے رسول کا حق ایک ہی بات ہے۔ (آیت۔63) اَنَّهٗ ضمیر الشان ہے (آیت۔64) عَلَيْهِمْ اور تُنَبِّئُهُمْ میں هُمْ کی ضمیریں مومنوں کے لیے ہیں جبکہ قُلُوْبِهِمْ کی ضمیر منافقوں کے لیے ہے۔

ترجمہ

اِنَّمَا	الصَّدَقٰتُ	لِلْفُقَرَآءِ	وَالْمَسٰكِيْنِ	وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	صدقات	فقیروں کے لیے ہیں	اور مسکینوں کے لیے ہیں	اور اس پر کام کرنے والوں کے لیے ہیں

وَالْمُؤَلَّفَةِ	قُلُوْبُهُمْ	وَفِي الرِّقَابِ	وَالْغٰرِمِيْنَ	وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اور جوڑا ہوا ہونے کے لیے ہیں	انکے دلوں کو	اور گردنوں (کو چھڑانے) میں	اور تاوان میں پھنسنے والوں کے لیے ہیں	اور اللہ کی راہ میں (خرچ) کے لیے ہیں

وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ	فَرِيْضَةً	مِّنَ اللّٰهِ ؕ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾	وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ	يُؤْذُوْنَ
اور مسافروں کے لیے ہیں	فرض ہوتے ہوئے	اللہ (کی طرف) سے	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	ایذا پہنچاتے ہیں

النَّبِيَّ	وَيَقُوْلُوْنَ	هُوَ	اُذُنٌ ؕ	قُلْ	اُذُنُ خَيْرٍ	لَّكُمْ	يُؤْمِنُ	بِاللّٰهِ	وَيُؤْمِنُ	لِلْمُؤْمِنِيْنَ
ان نبی کو	اور وہ کہتے ہیں	وہ	ایک کان ہیں	آپ کہیے	خیر کا کان ہے	تمہارے لیے	وہ ایمان رکھتے ہیں	اللہ پر	اور وہ بات مانتے ہیں	مومنوں کی

وَرَحْمَةٌ	لِّلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مِنْكُمْ ؕ	وَالَّذِيْنَ	يُؤْذُوْنَ	رَسُوْلَ اللّٰهِ	لَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾
اور رحمت ہیں	ان کے لیے جو	ایمان لائے	تم میں سے	اور وہ لوگ جو	ایذا پہنچاتے ہیں	اللہ کے رسول کو	ان کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے

يَحْلِفُوْنَ	بِاللّٰهِ	لَكُمْ	لِيُرْضُوْكُمْ ۚ	وَ	اللّٰهُ	وَرَسُوْلُهٗۤ	اَحَقُّ	اَنْ	يُّرْضُوْهُ	اِنْ
وہ لوگ قسم کھاتے ہیں	اللہ کی	تم سے	تاکہ وہ راضی کریں تم کو	حالانکہ	اللہ	اور اس کا رسول	زیادہ حقدار ہیں	کہ	وہ راضی کریں ان کو	اگر

كَانُوْا	مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾	اَ	لَمْ يَعْلَمُوْۤا	اَنَّهٗ	مَنْ	يُّحَادِدِ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	فَاَنَّ	لَهٗ
وہ ہیں	ایمان لانے والے	کیا	انہوں نے نہیں جانا	کہ حقیقت یہ ہے کہ	جو	مخالفت کرتا ہے	اللہ کی	اور اس کی رسول کی	تو یہ کہ	اس کے لیے

نَارَ جَهَنَّمَ	خَالِدًا	فِيْهَا ؕ	ذٰلِكَ	الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾	يَحْذَرُ	الْمُنٰفِقُوْنَ	اَنْ	تُنَزَّلَ
جہنم کی آگ ہے	ہمیشہ رہنے والا ہوتے ہوئے	اس میں	یہ	ہی بڑی رسوائی ہے	ڈرتے ہیں	منافق لوگ	کہ	اتاری جائے

عَلَيْهِمْ	سُوْرَةٌ	تُنَبِّئُهُمْ	بِمَا	فِيْ قُلُوْبِهِمْ ط	قُلِ	اسْتَهْزِءُوْا ج	اِنَّ اللّٰهَ	مُخْرِجٌ
ان (مومنوں) پر	کوئی سورہ	جو خبر دے ان کو	اس کی جو	ان (منافقوں) کے دلوں میں ہے	آپؐ کہیے	مذاق اڑا لو	یقیناً اللہ	نکالنے والا ہے

مَّا	تَحْذَرُوْنَ ﴿٦٤﴾	وَلَئِنْ	سَاَلْتَهُمْ	لَيَقُوْلُنَّ	اِنَّمَا	كُنَّا نَخُوْضُ	وَنَلْعَبُ ط
اس کو جس سے	تم لوگ ڈرتے ہو	اور بیشک اگر	آپؐ پوچھیں ان سے	تو یہ لازماً کہیں گے	کچھ نہیں	ہم تو بس گپ شپ کرتے تھے	اور کھیلتے تھے

قُلْ	اَ	بِاللّٰهِ	وَاٰيٰتِهٖ	وَرَسُوْلِهٖ	كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦٥﴾	لَا تَعْتَذِرُوْا	قَدْ كَفَرْتُمْ	بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ط
آپؐ کہیے	کیا	اللہ سے	اور اس کی آیات	اور اس کے رسولؐ سے	تم لوگ استہزا کرتے تھے	بہانے مت تراشو	تم لوگ کفر کر چکے ہو	اپنے ایمان کے بعد

اِنْ	نَّعْفُ	عَنْ طَآئِفَةٍ	مِّنْكُمْ	نُعَذِّبْ	طَآئِفَةً	بِاَنَّهُمْ	كَانُوْا	مُجْرِمِيْنَ ﴿٦٦﴾ ع
اگر	ہم درگزر کریں	کسی جماعت سے	تم میں سے	تو ہم عذاب دیں گے	کسی جماعت کو	بسبب اس کے کہ وہ لوگ	تھے	جرم کرنے والے

نوٹ:1 آیت۔60 وہ بنیادی آیت ہے جس سے زکوٰۃ کے احکام وضع کیے گئے ہیں اس کی تفصیل مختلف تفاسیر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہاں ہم صرف چند اہم نکات کی نشاندہی کر رہے ہیں ٫ ہم نے معارف القرآن سے آخذ کیے ہیں۔

(1) اگرچہ قرآن مجید کی آیات میں صدقات کا لفظ عام مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ جس میں واجب یعنی زکوٰۃ اور نفلی یعنی خیرات، دونوں طرح کے صدقات شامل ہیں مگر اس آیت میں باجماع صحابہؓ و تابعین صدقات فرض یعنی زکوٰۃ ہی کے مصارف کا بیان مراد ہے۔ نفلی صدقات میں روایات کی تصریحات کی بنا پر بہت وسعت ہے اور وہ ان آٹھ مصارف میں منحصر نہیں ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔

(2) ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زکوٰۃ میں سے کچھ مانگنے کے لیے حاضر ہوا تو آپؐ نے اسے جواب دیا کہ صدقات کی تقسیم کو اللہ تعالیٰ نے کسی نبی یا غیر نبی کے حوالہ نہیں کیا بلکہ خود ہی اس کے آٹھ مصرف متعین فرما دیے ہیں۔ اگر تم ان میں داخل ہو تو تمہیں دے سکتا ہوں۔ (اس سے ثابت ہو گیا کہ زکوٰۃ کے مصارف کے ضمن میں ''اجتہاد'' کا دروازہ ہمیشہ سے بند ہے۔ روشن خیال اور ترقی پسند مسلمانوں کو خواہ کتنا ہی برا لگے۔ مرتب)۔

زکوٰۃ کے مصرف معین کرنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے زکوٰۃ کے نصاف اور ہر نصاب میں سے مقدار زکوٰۃ ہمیشہ کے لیے متعین کر کے بتا دیے اور آپؐ نے اسے صرف زبانی بتانے پر کفایت نہیں فرمائی بلکہ اس کے مفصل فرمان لکھوا کر حضرت عمرؓ اور حضرت عمرو بن حزمؓ کے سپرد فرمائے۔

(3) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر مذہب والے پر صفقہ کرو۔ اس لیے نفلی صدقات غیر مسلموں کو بھی دیے جا سکتے ہیں۔ اس کی ساتھ ہی آپؐ کی یہ ہدایات بھی ہے کہ زکوٰۃ صرف مسلمانوں کے اغنیاء سے لی جائے اور ان ہی کے فقراء پر صرف کی جائے۔ اس لیے زکوٰۃ غیر مسلموں کو نہیں دی جا سکتی۔

(4) آج کل اسلامی مدارس اور انجمنوں کے مہتمم یا ان کی طرف سے بھیجے ہوئے سفیر صدقات، زکوٰۃ وغیرہ مدارس اور ان کے لیے وصول کرتے ہیں، ان کا وہ حکم نہیں جو عاملین صدقہ کا اس آیت میں مذکور ہے۔ ان کو مدارس اور انجمن کی طرف سے جداگانہ تنخواہ دینا ضروری نہیں ہے۔ زکوٰۃ کی رقم سے ان کو تنخواہ نہیں دی جا سکتی۔

(5) زکوٰۃ کا ایک مصرف مؤلفۃ القلوب ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی دلجوئی کے لیے ان کو زکوٰۃ سے حصہ دیا جاتا تھا۔ایک خیال یہ ہے کہ اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں طرح کے لوگ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد جب اسلام کو قوت حاصل ہوگئی تو اس طرح کی تدبیروں کی ضرورت نہ رہی اور مصلحت ختم ہوگئی، اس لیے ایسے لوگوں کا حصہ بھی ختم ہوگیا۔اس کو بعض فقہا نے اس مصرف کے منسوخ ہوجانے سے تعبیر کیا ہے۔لیکن اکثریت کی رائے یہ ہے کہ مؤلفۃ القلوب کا مصرف منسوخ نہیں ہوا۔حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس کو ساقط کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت باقی نہ رہنے کی وجہ سے لوگوں کا حصہ ساقط کیا گیا تھا لیکن کسی زمانہ میں پھر ایسی ضرورت پیش آجائے تو پھر دیا جاسکتا ہے۔

یہ خیال درست نہیں ہے کہ اس مصرف میں غیر مسلموں کو بھی دیا گیا تھا۔امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں ان سب لوگوں کے نام دیے ہیں جن کی دلجوئی کے لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زکوٰۃ سے حصہ دیا تھا۔یہ سب کے سب مسلمان تھے،ان میں کوئی کافر شامل نہیں تا۔مسلم اور ترمذی کی روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے صفوان بن امیہ کو کافر ہونے کے زمانہ میں کچھ عطیات دیے تھے۔لیکن یہ عطیات زکوٰۃ کے مال سے نہ تھے بلکہ غزوۂ حنین کے مالِ غنیمت کا جو خمس بیت المال میں داخل ہوا تھا، اس میں سے دیے گئے تھے۔

(6) ہر وہ شخص جو کوئی نیک کام یا عبادت کرنا چاہتا ہے اور اس میں مال کی ضرورت ہے تو وہ بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے بشرطیکہ اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے اس کام کو پورا کرسکے، جیسے دین کی تعلیم و تبلیغ اور اس کی نشر و اشاعت۔لیکن کچھ لوگوں نے لفظ ''فی سبیل اللہ'' دیکھ کر زکوٰۃ کے مصارف میں ان تمام کاموں کو داخل کردیا جو کسی حیثیت سے نیکی یا عبادت ہیں جیسے مساجد، مدارس، شفاخانوں وغیرہ کی تعمیر، کنویں، پل اور سڑکیں بنانا، رفاہی اداروں کے ملازمین کی تنخواہیں وغیرہ۔یہ سراسر غلط اور اجماعِ امت کے خلاف ہے۔اگر زکوٰۃ کے مصرف میں اتنا عموم ہوتا کہ تمام طاعات و عبادات اور ہر قسم کی نیکی پر خرچ کرنا اس میں داخل ہو تو پھر قرآن میں آٹھ مصرفوں کا بیان بالکل فضول ہوجاتا ہے۔معلوم ہوا کہ فی سبیل اللہ کے لغوی ترجمہ سے ناواقف لوگوں کو جو عموم سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہے بلکہ مراد وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیان اور صحابۂ کرامؓ کی تصریحات سے ثابت ہے۔

(7) جمہور فقہا اس پر متفق ہیں کہ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے یہ شرط ہے کہ کسی مستحق کو مالِ زکوٰۃ پر مالکانہ قبضہ دیا جائے۔اس کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔اسی وجہ سے جمہور فقہا اس پر متفق ہیں کہ مساجد، مدارس وغیرہ کی تعمیر پر یا ان کی دوسری ضرویات پر زکوٰۃ خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔البتہ یتیم خانوں میں اگر یتیموں کا کھانا، کپڑا وغیرہ مالکانہ حیثیت سے دیا جائے تو اس حد تک زکوٰۃ کی رقم خرچ ہوسکتی ہے۔اسی طرح سے شفاخانوں میں جو دوا غرباء کو مالکانہ حیثیت سے دی جائے، اس کی قیمت رقم زکوٰۃ میں محسوب ہوسکتی ہے۔لیکن لاوارث میت کا کفن رقم زکوٰۃ سے نہیں لگایا جاسکتا، کیونکہ میت میں مالک ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔

۞۞۞

[illegible]